اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب در تحقیق مسئلہ جواز نوافل قضاء عمری

موسومہ

میثم قادری
09-06-2010

زاد المتقین

و

ھدیۃ المتنفلین

مؤلفہ علامۂ نحریر۔ فاضل بے نظیر جناب ابو الفضل مولوی
محمد کرم الدین صاحب دبیر متوطن بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم

سنہ ۱۳۲۲ھ

حسب فرمائش جناب مولانا مولوی فضل احمد صاحب مستالوی

در مطبع سراج المطابع جہلم باہتمام مولوی فقیر محمد
طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونستعین ونصلّی علیٰ رسولہ خاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین

امّا بعد

پس کہتا ہی راجی عفو ربہ القدیر۔ خاکسار ابوالفضل **محمد کرم الدین** عفی عنہ دبیر۔ متوطن بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم ملک پنجاب کہ آجکل علمائے چھوار مین مسئلہ نماز قضاء عمری زیر بحث ہے۔ اکثر کا فتوی ہے کہ نماز قضاء عمری پڑھنا جائز اور موجب ثواب ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ نماز قضاء عمری پڑہنا ناجائز۔ بدعت۔ ضلالۃ۔ بلکہ کفر ہے۔ اس بحث مین علماء مجوزین کی جماعت نے جن کے سرگروہ مکرمی جناب مولوی فضل احمد صاحب[1] سیتالوی ہین۔ اس خاکسار کو علاقہ چھوار مین فرقہ منکرین سے مناظرہ کے لئے بھیجا۔ پہنچا انکے سرگروہ قاضی غلام رسول صاحب قطب لی کو تحقیق مسئلہ کے لئے بلایا گیا لیکن آپ سے مقابلہ کا حوصلہ نہ ہو سکا۔ اور میدان مین آنے سے انکار فرمادیا۔ الحق یعلو ولا یعلی۔ لیکن باوجود اس کے پھر بھی اپنی ضد سی باز نہ آئی۔ اور بعد ازان فتوی تحریر فرماکر علماء کی مواہیر ثبت کرانیکی غرض سے ملک مین پھرانے لگے۔ اس لئے اس خاکسار کو اکثر احباب[2] نے مجبور کیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق مین ایک مستقل رسالہ مرتب کیا جاوے۔ تاکہ لوگ اوس مغالطہ سے بچ جاوین جو عرصہ سی ایک بے قید اور مطلق العنان فرقہ غیر مقلدین نے لوگون کو اس نماز کے بارہ مین دہوکہ دی رکھا ہے۔ کہ نماز قضاء عمری پڑہنا۔ ناجائز۔ بدعت۔ ضلالت کفر ہے۔ یہہ ہے باعث تالیف اس رسالہ کا +

---

[1] افسوس کہ آپ فوت ہو گئے۔ خدا انکو غریق رحمت فرماوی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

[2] اس سے مراد مولوی فضل احمد صاحب موصوف ومولوی ولی اللہ صاحب گلیانوی۔ مولوی خلیل الرحمن صاحب ساکن ڈہوک شمس مولوی احمد الدین صاحب ساکن میانہ موہڑہ۔ مولوی محمد عالم صاحب سیتالوی وغیرہم ہین +

واناشرع فی المقصود بعون ربی المعبود

نماز قضاء عمری کی ماہیت

پہلے مین یہ بیان کرنا چاہتا ہون کہ نماز قضاء عمری کس نماز کا نام ہے۔ اور وہ کب کس غرض سے پڑہی جاتی ہے۔ سو واضح ہو کہ نماز قضاء عمری وہ نماز ہے جو ماہ رمضان المبارک مین جمعۃ الوداع کے روز اس غرض سے پڑہی جاتی ہے کہ ہماری ان قصورات کا جو ادا صلوۃ فریضہ مین خضوع خشوع۔ لباس۔ وقت۔ مکان وغیرہ کے متعلق ہم سے سرزد ہوتے ہین جابر ہو سکے۔ اور بعض اُن صلوات کا جو ہم سے سہواً کسی بشری تقاضا کی باعث سے فوت ہو گئی ہین۔ اور جنکا وقت و زمانہ ہم بہول بیٹھے ہین کفارہ بہی بن سکے۔ ترتیب اس نماز کی یون ہے کہ پہلے پانچ وقت کی فرض قضاء کیے جائین اور بعد از ان چار رکعت نفل ایک سلام سے پڑہی جاوین جنکی ہر ایک رکعت مین بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی ایک دفعہ اور سورۃ الکوثر پندرہ دفعہ پڑہی جاوے۔

نماز قضاء عمری کی ضرورت

یہ امر کہ نماز قضاء عمری کی ضرورت ہمین کیون پیش آئی۔ سو ظاہر ہے کہ نماز فریضہ ایک ایسا سخت ذمہ واری کا فرض ہے جسکا ادا کرنا انسان کے ذمے رب العباد کا ایک لازمی قرض ہے جو ادا کیے بغیر کسی حال مین ساقط نہین ہو سکتا۔ یہ فرض ہے جسکی طرف ہماری مقدس آسمانی کتاب (قرآن کریم) مین مومنونکو بارہا توجہ دلائی گئی ہے اور اسکی تاکید جملہ احکام سے زیادہ کیگئی ہے۔ یہ وہ فرض ہے جسکی پرسش قیامت کے دن بہی سب سے بیشتر ہوگی ؎ روز محشر کہ جان گداز بود + اولین پرسش نماز بود؛ اور انسان ایک ایسا سست وجود کاہل منش پیدا ہوا ہے جو اس دائمی فریضہ سے سبکدوشی حاصل کرنے مین بہت کم کامیاب ہوتا ہے اور نماز کا ادا کرنا ہمیں حضور قلب خضوع خشوع سے طاہر مطہر ہو کر اسکو امر فرمایا گیا ہے اُسمین پورا اُترنا تو نہایت ہی دشوار ہے۔ اسلیے کوئی شخص ماسوائے عباد اللہ الصالحین المقربین اس دعوی مین سچا نہین مانا جا سکتا کہ اُسنے عمر بہر مین کسی وقت کی فرض صلوۃ کو ہاتھ سے جانے نہین دیا۔ یا یہ کہ اوسنے ہمیشہ اُسی طریق سے اُن تمام خوبیون کے ساتھ جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے نماز کا فرض عمر بہر مین ادا کیا ہے اور چونکہ ہر دکھ کا دوا اور ہر ایک مرض کا علاج انسان کو قدرتی طور پر بتا دیا گیا ہے۔ خواہ وہ مرض جسمانی ہو یا روحانی۔ اسلیے ہم اپنے اس روحانی دکھ کا بھی علاج چاہتے ہین کہ کوئی ایسا سبیل ہمکو ملے جس سے ہمارے ان نقصانات کا جو فرض صلوۃ کی تکمیل کی نسبت ہم سے سرزد ہوئے ہین جبر ہو سکے۔ یا ہمارے قضاء شدہ فرائض صلوۃ کا کفارہ بن سکے۔ تو ہمین قرآن کریم کی یہ آیت کہ واستعینوا بالصبر والصلوۃ یعنی مومنون کو کوئی ہولناک مصیبت پیش آجاوے یا کسی بلا کا ڈر کا دل مین ہو تو اسکا بہترین علاج صبر اور نماز ہی ہے ہمین

صاف طور پر راہنمائی کرتی ہی کہ تمہارے اس دُکھ کا علاج بھی نماز ہی ہی۔ اسیواسطے ہماری سلف کرام (فقہائے عظام) نے بعض احادیث سے استنباط فرماکر یہہ ارشاد کیا کہ اس ہولناک درد کا جو تمہین فرض صلوٰۃ کی قصور کی باعث ہمیشہ رہتا ہے یہہ معالجہ کرو کہ سال بھر مین ایک دفعہ ایک ایسے مبارک مہینہ مین جسمین برکات الٰہی کے دروازے کھلی ہوئی ہوتی ہین اور رحمت الٰہی کا دریا مواج ہوتا ہی۔ اُس ماہ مبارک مین جسکی عظمت پر آیت شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآن شاہد ہی۔ پھر اُس ماہ مبارک کے آخری عشرہ مین جسمین وہ مبارک رات لیلۃ القدر بھی ہوتی ہی جسمین عبادت ہزار ماہ کی عبادت کی مساوی ہوتی ہے۔ پھر اُس مبارک روز (یوم الجمعۃ) مین جسکو رسولخدا سیدالایام کا خطاب بخشتے ہین۔ پہلے تم صلواۃ خمسہ مفروضہ کو قضاء کر دو اور پھر چند رکعت نفل بھی پڑھ لو۔ اُمید ہی کہ واہب العطایا جو تمہاری ذرہ بھر نیکی کو اپنے فضل و کرم سے ایک پہاڑ بنا دیتا ہی اور تمہاری ایک نیکی کو سات سو ضعف تک بڑہا دینے کا وعدہ فرماتا ہی وہ رحیم و کریم مولیٰ جو تمہاری یکبارگی ولی رجوع (توبہ) سے تمہاری عمر بھر کی خطائین بخشدیتا ہی تمہارے اس فعل حسنہ کی بدولت اس مبارک ماہ اس مقدس روز کی حرمت کے سبب تمہارے ان قصورات کو عفو فرما دیوے۔ جو تکمیل فرض صلوٰۃ کی نسبت تمسے ہوئے ہین۔ اسیواسطے نماز قضاء عمری ایک عرصہ دراز سے اکثر بلاد اسلامیہ مین مروج ہی۔ اور کسی شخص نے بھی اسکے رواج پانے پر کسی زمانہ مین اسکی مزاحمت نکی لیکن مسلمانونکی کمبختی سے اسلام پر آج ایک ایسا نازک زمانہ آگیا کہ دینی اُمور مین بہت ضعف آگیا اور آزادی نے ہر طبقہ کی اشخاص کے دلو نمین کچھہ عجیب خیالات پیدا کر دئی۔ اسواسطے اس زمانہ مین مسلمانونکی ذریات سے اور پھر علماء کی فرقہ سے ایک ایسا گروہ نکل آیا جو اپنے سلف کرام پر بھی زبان طعن دراز کرنے لگا اور ہر ایک انمین سے اناخیر منہم کی لاف مارنے لگا۔ یہہ لوگ اس کارخیر سے مسلمانون کو روکنے لگے اور فرمانے لگے کہ نماز قضاء عمری پڑہنا ناجائز ہی نہین بلکہ ایک کبیرہ گناہ اور کفر ہی۔ ہائے غضب کفر بھی آجکل کیا سستا ہوگیا ہی کہ ہر ایک محل مین بجا ہو یا بیجا اسکا اطلاق ہورہا ہی۔ بات بات مین کفر کی فتوی۔ ایک تو وہ زمانہ تہا کہ نماز پڑہنے والا ہی مومن سمجہا جاتا تہا اور کفر و ایمان مین حد فاصل نماز ہی قرار دی جاتی ہی۔ الفرق بین العبد المومن والکافر الصلوٰۃ ۱۲ الحدیث۔ اب اُلٹا نماز پڑہنے والا گو متنفل ہی سہی کافر سمجہا جاتا ہی۔ استغفر اللہ کچھہ سمجہہ نہین آتی کہ اپنے معبود حقیقی کے آگے سر بسجود ہونیسے انسان کسطرح کافر ہوسکتا ہی۔ ہم تو یہی سُنا کرتے ہین کہ انسان کا ایمان سجود سے ہی تازہ ہوتا ہے۔ اور اسکی کرامت و شرف کا معیار ہی سجود ہی۔ بقول شخصے ؎ شرف نفس بجود است کرامت بسجود ۔۔ ہر کہ این ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود ۔۔ جس چیز نے ملائک کو مقبول اور ابلیس کو مردود بنایا وہ سجدہ ہی تہا۔ فَسَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّا اِبْلِیْسَ اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ ۱۲ بہائیو اگر سجدہ کرنیسے کفر عاید ہوتا ہی تو ہونے دو ۔۔

صاحبان۔ یہ بالکل غلط خیال ہے کہ نماز پڑہنے سے کوئی شخص گنہگار یا کافر ہوتا ہے نماز پڑہنے والیکی کبھی مزاحمت نکرو اور

خدائے کریم کے اس وعید سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْہٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۔ ایک روایت مین ہے کہ ایک
وقعہ آنحضرتؐ کے زمانہ مین ایک شخص عین دوپہر کیوقت (جسمین نماز پڑہنا مکروہ ہے) نفل پڑہ رہا تہا۔ ایک اصحابی نے اثنائے
نماز مین اسکو منع کر دیا اور اسکی نماز قطع کرادی۔ آنحضرتؐ یہہ واقعہ سنکر اس صحابی پر سخت غضبناک ہوئے اور اسکو فرمانے
لگے کہ تمہین مناسب تہا کہ جب یہ شخص نماز سے فارغ ہو لیتا تو اسکو سمجہا دیتا کہ میان اس وقت مین نماز پڑہنا مکروہ ہے
تمنے نماز پڑہتے اسکو روکا۔ کیا تجہے یہ خوف نہ ہوا کہ ارایت الذی ینہی عبدًا اذا صلّی کا مصداق بنے۔ تفسیر روح البیان
مین آیت مذکورہ کی تفسیر مین یون لکہا ہے۔ روی ان ابا جہل قال فی ملاء من طغاۃ قریش لئن رایت محمدًا
یصلی لاطأن عنقہ قال ابو اللیثؒ والآیۃ عظۃ لجمیع الناس وتہدید لمن یمنع من الخیر والطاعۃ
وقال ابن الشیخ فی حواشیہ وہذہ الآیۃ وان نزلت فی حق ابی جہل لکن کل من ینہی عن طاعۃ فہو شریک
مع ابی جہل فی ذلک الوعید روی عن علیؓ انہ رای فی المصلی اقواما یصلون قبل صلوۃ العید فقال
ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ذلک فقیل لہ الا تنہاہم فقال اخشی ان ندخل تحت
وعید قولہ تعالی ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی ولم یصرح بالنہی عن الصلوۃ احتیاطا واخذ ابو حنیفۃؒ
ہذا الادب الجمیل حتی قال لہ ابو یوسفؒ ایقول المصلی حین یرفع راسہ من الرکوع اللہم اغفر لی
قال یقول ربنا لک الحمد ویسجد ولم یصرح بالنہی۔

دیکہو تو ہمارے سلف کرام مین کسقدر احتیاط کا مادہ تہا۔ باب العلم علی المرتضیٰ نے دیکہا کہ عید سے پہلے لوگ نماز پڑہتے ہین جو
آنحضرت صلعم کی فعل کے خلاف ہے لیکن انکو منع نفرمایا۔ اس خوف سے کہ آیت ارایت الذی الخ کا وعید صادق نہ آجائے۔ امام اعظم
ابو حنیفہؒ کی احتیاط دیکہئے کہ سائل کو یون نہ کہا کہ اللہم اغفر لی تو رکوع کے وقت نہ پڑہی جاوے۔ بلکہ یون فرمایا کہ ربنا لک الحمد کہتے
ہوئے سجدہ مین چلا جاوے۔ کاش ہمارے زمانہ کے علماء کے سینے مین بہی خشیۃ اللہ کا نور ہوتا تو ہرگز یہ جرأت نکرتے کہ لوگونکو نماز
پڑہنے سے منع کرین اور انکو اس نماز کے بدلے کفر اور گناہگاری کا تمغہ پہنا دین۔ خوف۔ خوف۔ خوف +

خدا ہمارے بہائیونکو سمجہ دے کہ کیون وہ اس کار خیر سے روکنے لگے جو مسلمانون مین اگلے لوگونکی برکت سے رواج پکڑ گیا ہے کہ
سال بہر مین ایک دفعہ یکجا جمع ہو کر نفل گذارین اور خدائے کریم سے اپنے گناہون کی معافی مانگین +

اس امر مین وہ کونسا قصور کرتے ہین کہ خدا کے سامنے سر بسجود ہو کر اپنے گناہونکا اقرار کرکے اسی سے بخشش مانگتے ہین وہ خدا
علیم بذات الصدور ہے اسکی رحمت کا دریا سدا موج زن ہے وہ نیتون کا دیکہنے والا ہے جب انسان اسکے دروازہ پر اخلاص سے گرتا
ہے اور اپنی کمی پر شرمساری ظاہر کر کے اسی سے عفو تقصیرات کی التجا کرتا ہے۔ اس امید پر کہ اسکا خدا بڑی فضلونکا مالک تواب رحیم ہے

اوسکی ایک نگاہ لطف ہمارے سارے گناہوں کو کالعدم کر دیتی ہے۔ تو عجب نہیں کہ بفحوائے انا عند ظن عبدی وہ رحیم و کریم مولیٰ اُسکی چند رکعات نماز نفل کے ذریعہ سے ہی اوسکو فرائض قضا شدہ کا ثواب اُسکو بخشدے۔ جیسا کہ اُس کا پاک فرمان لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ہمیں بہت کچھہ اُمید دلاتا ہے تو پھر ہماری یہ رجا ہرگز بیجا نہیں ہے کہ ہماری تھوڑی سی عبادت سالہا کی عبادت کا ثواب حاصل کر سکے +

الحاصل

نماز قضاء عمری چونکہ ایک عبادت ہے اسلئے اسکا پڑھنے والا ہرگز مطعون و معتوب نہیں ہو سکتا۔ اِسے منع کرنیوالوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ اس آیت الذی الخ کے وعید کے مصداق نہ بن جاویں یہانتک تو اس مسئلہ میں ایک تمہیدی بحث تھی اب ہم خاص طور پر مدلل دلائل جواز نماز قضاء عمری کیطرف رجوع کرتے ہیں +

دلائل جواز نماز قضاء عمری

پہلے ہم دلائل جواز نماز قضاء عمری بیان کرتے ہیں بعد ازاں مخالفین کی جملہ ادلہ کا ابطال کرینگے اور جو کچھہ اعتراضات مخالفین نے مجوزین صلوٰۃ قضاء عمری پر کئے ہیں اُنکی ساری قلعی کھولدینگے +

دعویٰ ۔ نماز قضاء عمری پڑھنا داخل ثواب ہے +

منطقی دلیل

(۱) نماز قضاء عمری عبادت ہے اور ہر ایک عبادت موجب ثواب ہے + **نتیجہ** یہ کہ نماز قضاء عمری موجب ثواب ہے +

(۲) نماز قضاء عمری نفل ہے اور ہر ایک نفل موجب تقرب الٰہی ہے + **نتیجہ** یہہ کہ نماز قضاء عمری موجب تقرب الٰہی ہے +

نقلی دلائل

نقلی دلائل کے سلسلہ میں ہم بہت سی کتب فقہ و حدیث سے استدلال کرینگے۔ اور چونکہ ہمارا دعویٰ عقل و نقل کے مطابق ہے اسلئے شواہد میں ہر قسم کی کتابوں سے پیش کرنیکے ہم مجاز ہونگے کیونکہ جب ایک ایسا مسئلہ جو عقلاً و شرعاً درست اور معمول المسلمین ثابت ہو چکا ہے۔ بہت سی روایات معتبرہ سے اپنا ثبوت رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں کہ بعض ایسی کتابوں کی روایات بھی مد ثبوت میں پیش کر دی جاویں جنکے مصنفین کسی اعلیٰ طبقہ میں شمار نہ بھی ہوں۔ کیونکہ ایسی کتابوں کی روایات اُسوقت مقبول نہیں ہوتیں جبکہ اونکے ساتھہ دیگر معتبر و مستند کتب کی روایات متفق نہوں یا انکی روایات کسی قاعدہ شرعیہ اور رسول اسلام کی برخلاف ہوں +

ہاں مخالف جبکا دعویٰ عقلاً و نقلاً بدیہی البطلان ہے جو کہتا ہے کہ نماز قضاء عمری باوجود عبادت اور نفل ہونیکے ممنوع اور موجب اثم و کفر ہے۔ اِس دعویٰ میں صادق نہیں مانا جاویگا جبتک کوئی زبردست ثبوت اِس نرالے دعوی پر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے

معتبرہ شرعیہ سے پیش نہ کرے۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔ ۱۲

نماز قضاء عمری کے دو حصے ہیں ایک قضاء صلوٰۃ پنجگانہ دوسرا نفل بکعات معدودہ۔ ان دونوں کی ثبوت میں بالترتیب ہم اپنی دلائل پیش کرتے ہیں۔

دلائل جواز قضا صلوٰۃ خمسہ مفروضہ بر سبیل احتیاط

واضح ہو کہ اصل اس قضاء کی کتب مستندہ فقہ سے ثابت ہے کیونکہ یہ اسی قبیل سے ہے جو فقہاء رحمہم اللہ نے قضاء فوائت علی سبیل الاحتیاط کے بارہ میں تصریح کی ہے۔ چنانچہ اسکی متعلق فقہ کی نہایت مستند و معتمد بہا فتاویٰ کی عبارات ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) رجل يقضي صلوٰة عمره مع انه لم يفته شئ منها قال بعضهم بانه يكره و بعضهم بانه لا يكره لانه اخذ بالاحتياط و الصحيح انه يجوز لكن لا يقضي بعد صلوٰة العصر و لا بعد صلوٰة الفجر لانها نفل ظاهرا و قد فعل كثير من السلف رحمهم الله تعالى لشبهة۔ قاضیخان جلد اول صفحہ ۷۵ مطبوعہ نولکشور۔

(۲) في العتابية عن ابي نصر رحمه الله تعالى فيمن يقضي صلوٰة عمره من غير ان فاته شئ يريد الاحتياط فان كان لاجل النقصان و الكراهة فحسن و ان لم يكن كذلك لا يفعل و الصحيح انه يجوز الا بعد صلوٰة الفجر و العصر و قد فعل ذلك كثير من السلف لشبهة الفساد كذا في المضمرات ۱۲۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱ مطبوعہ نولکشور۔

في القنية يكره للانسان ان يقضي صلوات عمره ثانيا هذا محمول على ما اذا لم يكن فيه شبهة الفساد في الجواز و لم يكن موديا على وجه الكراهة فحينئذ يقضي من الصلوات احتياطا لشبهة الاختلاف فان يصلي المغرب و الوتر اربعا بثلاث قعدات۔ فتاویٰ حصونیہ۔ في فتاوى الحجة رجل يقضي الفوائت فانه يقضي المغرب و الوتر و ان لم يستيقن انه هل بقي عليه وتر او لم يبق فانه يصلي ثلاث ركعات و يقنت ثم يقعد قدر التشهد ثم يصلي ثلاث ركعات و يقنت ثم يقعد قدر التشهد ثم يصلي ركعة اخرى فان كان وترا فقد اداه و ان لم يكن فقد صلى التطوع اربعا و لا يضره القنوت في التطوع ۱۲ كنز العباد

قوله ما نقل الخ جواب عن سوال وارد على الوجه الثالث فان هذا المنقول ينافي حمل النهي عليه اذ يبعد ان يكون ما صلاه الامام اولا مشتملا على خلل محقق من مكروه او ترك واجب بل الظاهر انما اعاد ما صلاه لمجرد الاحتياط و توهم الفساد فينافي حمل النهي في مذهبه على الوجه الثالث و الجواب اولا انه لم يصح نقل ذلك عن الامام و ثانيا انه لو صح نقول انه كان يصلي المغرب و الوتر بثلاث قعدات كما نقله في البحر عن الفتاوى اي و يكون حينئذ اعادة الصلوٰة لمجرد توهم الفساد و غير مكروه

ویکون النہی محمولاً علی غیر ھذا الوجہ لکن لما کانت الصلوۃ علی ھذہ المحتملۃ لوقوعہا نفلاً والتنفل بالثلاث
مکروہ نقول انہ کان یضم الی المغرب الوتر رکعۃ فعلی احتمال الصحۃ ما کان صلاہ ا ولا تقع ھذہ الصلوۃ نفلاً
ولزیادۃ القعدۃ علی راس الثالثۃ لا تبطلہا وعلی احتمال فسادہ تقع ھذہ فرضاً مقضیاً وزیادۃ رکعۃ علیہا
لا تبطلہا وقد تقرر ان ما دار بین وقوعہ بدعۃ وواجباً لا یترک بخلاف ما دار بین وقوعہ سنۃ وواجباً لکن لا
یخفی علیک ان الجواب عن الایراد ھو الاول اما الثانی فہو مقرر لہ لکنہ لا یبدی لعدم ثبوت صحۃ التنفل
فالوجہ حینئذ کراھۃ القضاء لتوہم الفساد کما قالہ فخر الاسلام وقاضیخان فکان ینبغی للشارح الاقتصار علی الاول
لکن رأیت فی فصل قضاء الفوائت من التتارخانیۃ ان الصحیح جواز ھذا القضاء الا بعد صلوۃ الفجر والعصر وقد فعل
کثیر من السلف لشبہۃ الفساد اھ وعلی ھذا لا یتم حمل الحدیث علی الوجہ الثالث۔ انتہی۔ رد المحتار جلد اول صفحہ ۳۰۷
اب کتب فتاویٰ قاضیخان عالمگیری بحر الرائق کنز العباد۔ درمختار۔ رد المحتار کی عبارات منقولہ بالا سے بالصراحت ثابت
ہوگیا کہ قضاء الفوائت علی سبیل الاحتیاط لتوہم الفساد پڑھنا جائز اور معمول سلف صالحین خصوصاً معمول حضرت امام الائمہ ہے پھر
اگر اس شخص کی نمازیں فی الواقع فوت بھی ہوئی ہوں تو یہ نماز فرض انکی قائم مقام ہو جاوینگی۔ ورنہ نفل ہوگی۔ اور جابجا ان صورتوں
کی بھی جاتیگی جنکی باعث سے صلوٰۃ موداۃ کی فساد کا وہم تھا۔ اور ان عبارات سے ان اعتراضات کا دفع بھی ہوگیا جو تین رکعت مغرب
اور وتر کے پڑھنے سے نفل ہونیکی صورت میں عاید ہو سکتی تھی کہ تین رکعت نفل غیر مشروع ہیں۔ اسی اصل کے رو سے مسلمانوں میں اس امر کا
رواج ہوگیا کہ اگر خواص کیطرح روزمرہ ایسا نہیں ہو سکتا تو سال بھر میں ایک دفعہ ہی ایک مبارک مہینہ اور متبرک روز جمعۃ الوداع
میں زیادہ نہ ہو سکیں تو صلوات خمسہ کی ہی قضاء کر لیں تا کہ بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ عام مسلمان بھی اس سنت سلف سے
فائدہ اٹھا سکیں اور قضاء صلوات فائتہ کا ثواب حاصل کر لیں پھر یہ کہنا کہ قضاء نماز پنجگانہ ماہ مذکور یوم مذکور میں محض بے اصل ہے
ایک قول بے اصل ہوا۔ اب ہم وہ دلائل پیش کرتے ہیں جو بالصراحت مشروعیت نماز معہودہ کو ثابت کرتی ہیں۔

وھی ھذہ

(۱) فی کیفیۃ تلک القضاء اختلاف کثیر یبدء من وقت الصبح الی وقت العشاء ویخیر فی الاداء بین الجماعۃ والانفراد
لکن الجماعۃ اولی ویسیر علی الناس اما الوتر فیصلون بالانفراد فیکون جبیرۃ لما فات منہ من الصلوۃ سہواً
او خطاءً او عمداً ولیس فیہ سجدۃ السہو۔ مجموعۃ الفتاوی ۔

(۲) احب السلف القضاء العمری فی آخر الجمعۃ من رمضان بجماعۃ یؤذن لاول الصلوۃ دون البواقی ویقیم
لکل صلوۃ وقال بعضہم ان ترک الاقامۃ لا باس بہ ویشرع من الفجر ویتم بالوتر ویجہر الامام فی الفجر والمغرب

فی العشاء والوتر ودون القنوت وان جھر بالقنوت لاباس بہ والاخفاء افضل ویصلی الوتر ثلاثاً والمغرب ثلاثاً جاز فان نوی ثلاثاً وصلی الاربع کان حسنا نقل ان الامام الاعظم کان یصلی المغرب والوتر اربعاً اربعاً بثلاث قعدات ویصلی الوتر بالجماعۃ تشبیھاً للقضاء بالاداء ویطیل اول رکعۃ الفجر بلا فی غیرہ تحفۃ المصلی

(۳) وقد وجد بخط الامام المحدث الحافظ امین القلوب روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قضی خمس صلوۃ من الفریضۃ فی آخر یوم الجمعۃ من شھر رمضان کان جبیراً لکل صلوۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین سنۃ ولکل ما یختل من صلوۃ بوسواس او غیر طھر وغیر ذلک کذا فی شرح البخاری للتاثیر العمی الشافعی فی باب صلوۃ النفل ۱۲- حاشیہ فتاوی صفحہ ۴۴۳۔

(۴) صلی صلوۃ الخمس علی ھیئۃ القضاء فی آخر یوم الجمعۃ من رمضان اعطی اللہ تعالیٰ ثواباً یکھی بہ قضاء عمرہ۔ درر الاحکام

(۵) فی المضمرات روی عن جابر رضی اللہ عنہ اداء واصلوۃ وھی قضاء فوائت العمر فقال اذا صلیتم خمس صلوۃ بنیۃ القضاء علی ھیئۃ القضاء لانا سمعنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواباً جزیلاً فی رمضان علیہ التابعون۔

(۶) وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما من قضی خمس صلوات فی آخر یوم الجمعۃ فی شھر رمضان وختمھا بثلاث رکعۃ المغرب والوتر فیتم اربعا کمن صلی سبعین سنۃ بلا سھو فی آخرھا ولا قنوت بل یستحسن فی الثالث کما ھو طریقۃ النبی علیہ السلام ثم بعد التشھد یقوم الی الرابعۃ وبعد اتمامھا یسلم للخروج ویصلی الیوم اداھا علی الجماعۃ تیسیرا علی القوم- انتھی- رسالہ ملا علی قاری

اب کتب مجموعۃ الفتاوی- تحفۃ المصلی، محیط الفقہ، درر الاحکام- درر الغرر- رسالہ ملا علی قاری کی عبارات آمند رجب بالا اور امین احادیث مسطورہ سے جواز قضاء صلوات معہودہ کا کافی ثبوت گذر چکا ہے اور اہل ایقان و ایمان کی اطمینان کے لئے احادیث مذکورہ و روایات فقہ مسطورہ کافی و وافی ہیں۔ اب ہم نوافل قضاء عمری کی ثبوت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

نوافل قضاء عمری کا ثبوت دلائل شرعیۃ سے

سب سے اول ہم ان نوافل کے ثبوت میں صحاح ستہ میں سے صحیح ترمذی کی ایک صحیح حدیث سے استدلال کرینگے۔ تاکہ مخالفین کا یہ غرضم ٹہہ جاوے کہ مجوزین کے پاس صحاح ستہ میں سے اس نماز کی نسبت کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ وہ حدیث یہ ہے جو ترمذی میں باب صلوۃ التوبہ میں لکھی ہے حدثنی ابو بکر وصدق ابو بکر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل یذنب ذنبا ثم یقوم ویتطھر ثم یصلی ثم یستغفر اللہ الا غفر اللہ لہ ثم قرا ھذہ الایۃ

والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ الی آخر الآیۃ - ترمذی صفحہ ۷۶

وجہ استدلال اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کیونکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہو وہ طاہر مطہر ہو کر اللہ کے حضور میں کھڑا ہو جائے - اور نفل گذار کر گناہ سے معافی مانگے - ایزد متعال اسکے گناہ کو ان نوافل کے باعث بخشدیتے ہیں - ہو ترک صلوٰۃ ایک گناہ ہے جسکی بخشوانے کیلئے نوافل قضاء عمری پڑھے جاتے ہیں اور اسکے بعد استغفار کیجاتی ہے - اسکے سبب سے خداوند کریم بحکم حدیث مذکورہ اس ترک صلوٰۃ کے گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں - فی الحقیقت نوافل قضاء عمری صلوٰۃ التوبۃ کی ایک شاخ ہے - محض توبہ کی غرض سے ادا کی جاتی ہے اور سال بھر کے گناہوں کی معافی حضور ایزد غفار سے مانگی جاتی ہے - اسیواسطے اسکا نام جیسا کہ صلوٰۃ قضاء عمری سے مشہور ہے - اسیطرح اسکو صلوٰۃ توبہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے - جیسا کہ مرقعہ کلیمی میں جسکی عبارت اپنے محل پر لکھی جاویگی اسکا نام صلوٰۃ توبہ ھی درج ہے - پھر ایسی صریح مرفوع حدیث صحاح ستہ میں پڑھکر پھر کہنا کہ صحاح ستہ میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جس سے مجوزین قضاء عمری کا استدلال ہو کہاں تک ناانصافی ہے - علماء محدثین و مفسرین نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر کسی انسان سے صلوٰۃ صیام زکوٰۃ وغیرہ فرائض سے کوئی فرض فوت ہو چکے ہیں تو جہانتک ممکن ہو انکی قضاء کرے اور پھر صلوٰۃ توبہ پڑھ لے جو ما بقی کا کفارہ ہو - چنانچہ تفسیر روح البیان میں سورۃ انعام میں آیت ولتستبین سبیل المجرمین کی تفسیر میں لکھا ہے - ولتستبین الخ ای تظھر طریقتھم فتجتنب عنھا ورفع سبیل علی انہ فاعل فانہ یذکر فی لغۃ بنی تمیم ویؤنث فی لغۃ اھل حجاز وجہ الاستبانۃ والایضاح لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ فعلی العاقل ان یسلک طریق التقوی والصلاح ویصل ما وصل الیہ اھل الصلاح واول الطریقۃ ھو التوبۃ والاستغفار قال العلماء تذکر اولا قبح الذنوب وشدۃ عقوبۃ اللہ ثم تذکر ضعفک وقلۃ حیلتک فی ذلک فمن لم یتحمل حر الشمس کیف یتحمل نار جھنم ولسع حیات فینبغی ان تجتھد فی الخروج من الذنوب علی اقسامھا التی بینک وبین عباد اللہ بالاستحلال ورد المظالم واما التی ھی من ترک الواجبات من صلوٰۃ وصیام وزکوٰۃ فتقضی ما امکن منھا واما التی بینک وبین اللہ کشرب الخمر وضرب المزامیر واکل الربا فتندم علی ما مضی منھا وتوطن قلبک علی ترک العود الی مثلھا ابدا فاذا رضیت الخصوم بما امکن وقضیت الفوائت بما قدرت علیہ برئت قلبک من الذنوب فینبغی ان ترجع الیہ بحسن الابتھال والضراعۃ لیکفیک ذلک بفضلہ فتذھب وتغتسل ثیابک فتصلی رکعتین کما فی الحدیث الصحیح ما من عبد یذنب ذنبا فیحسن الطھور ثم یقوم فیصلی الا غفر لہ - روح البیان

تفسیر روح البیان کی عبارت مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ التوبۃ جیسا کہ دیگر گناہوں کی معافی کیلئے پڑھی جاتی ہے

ایسا ہی فرایض فاسئتہ کا جرم بخشوانے کے لئے بھی یہ ایک قوی حیلہ ہے۔ پھر ہمارا استدلال اثبات مُدعا کے لئے نیا استدلال نہ سمجھا جاویگا بلکہ یہہ استدلال علماء متقدمین نے بھی مان لیا ہوا ہے کیا حدیث مرفوع صحیح مذکور سے بڑھکر کوئی اقوی دلیل بھی مخالفین ہم سے چاہتے ہین۔ اگر خصم انصاف کی نظر سے دیکھے تو صرف یہی ایک دلیل اسکے اطمینان کے لئے کافی ہے۔ ہم اسبارہ مین علاوہ ازین اور بہت سی دلائل کتب معتبرہ شرعیہ کی عبارات سے پیش کر سکتے ہین جنمین ہمارے مُدعا کا صریح ثبوت موجود ہو گو اس سلسلہ مین جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہین ایسی کتابون کے حوالے بھی ہون جن کی مصنفین زمرہ وعاظ مین شمار کئے جاوین۔ کیونکہ واعظون کی کلام کو مطلقاً حقارت کی نگاہ سے دیکھنا سخت معیوب امر ہے۔ اونکی بیان کردہ روایات مین سے ہم ایسی روایات البتہ تسلیم نہین کر سکتے جو صریح نصوص کے خلاف ہون یا اصول اسلام کے معارض کوئی امر بیان کرین۔ اور جو امر کہ کتاب اللہ وسنۃ الرسول کے موافق قول فقہاء کرام کی مطابق ہو وہ اس خیال سے کہ ایک واعظ نے بیان کیا ہے رد کر دینا بالکل ناانصافی ہے۔ واعظ لوگ قال اللہ اور قال الرسول بھی تو بیان کیا کرتے ہین پھر کوئی آیت یا حدیث بھی واعظ سنائین تو آپ اوسکا حکم نہ مانین گے۔ انظر الی ما قال لا الی من قال خذ ما صفا ودع ما کدر۔ اب ہم وہ عبارات ذیل مین نمبروار درج کرتے ہین۔

(۱) فی عیون الفقہ لابی اللیث السمرقندی فی حیلۃ قضاء الفوائت انہ اذا جاء الجمعۃ الآخرۃ من شہر رمضان ینبغی للمسلم ان یطہر بدنہ ویصلی القضاء العمری بعد اداء الجمعۃ یجہر ان فی الجہریۃ ویسران فی السریۃ مع اذان واقامۃ وبعد اداء القضاء یصلی اربع رکعات علی نیۃ القضاء العمری یقرء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ آیۃ الکرسی وسورۃ الکوثر خمس عشرۃ مرۃ فاذا سلم یقول بعد ذلک استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ واسئلہ التوبۃ سبع وعشرین مرۃ بعد ہذا الدعاء بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم سابق الفوت وسامع الصوت ویا محی العظام بعد الموت صل علی محمد وعلی آل محمد واجعل لی فرجا ومخرجا مما انا فیہ وانت تعلم ولا اعلم انک انت علام الغیوب ویا غافر الخطایا یا سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح برحمتک یا ارحم الراحمین۔ عیون الفقہ۔

(۲) از حضرت رسالت پناہ منقولست ہر کرا نمازہا قضا شدہ باشد ونداند کہ اعداد او کہ چندست باید کہ روز جمعہ چہار رکعت نفل بیک سلام بگذارد وبخواند در ہر رکعتی بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی یکبار و انا اعطیناک الکوثر پانزدہ بار۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ گفت از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ ام کہ اگر ہفتصد سال نمازوی قضا شدہ باشد کفارت شود یاران گفتند یا رسول اللہ عمر آدمی از ہفتاد و ہشتاد بیش نیست چندین صفت چیست رسول فرمود نمازیکہ قضا کردہ باشد

نماز پدر و مادر و نماز فرزندان او کہ قضا شدہ است ہمہ قبول افتد نیت نماز اینست نویت ان اصلی للہ تعالی اربع رکعات تقصیرا و تکفیرا للقضاء ما فاتت منی فی جمیع عمری صلوٰۃ النفل متوجہا الخ۔ زاد اللبیب صفحہ ۲۸ ٭

(۳) پیغمبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرا نمازہا بسیار قضا شدہ باشد بگذارد چہار رکعت نماز ادینہ پیش از نماز سنت پیشین شیخ رکن الدین ابو الفتح فیض اللہ نیز این نماز بگذاردہ است بخواند در ہر رکعتی بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی یکبار و بعدہ این دعا بخواند یا سابق الفوت الخ۔ جنات الفردوس ٭

(۴) ہر کرا نمازہا بسیار قضا شدہ باشند و عدد آن نداند پیش از نماز و یا ہر وقتے کہ بتواند چہار رکعت بیک سلام بگذارد و در ہر رکعے بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی یکبار و سورہ کوثر پانزدہ بار بخواند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گفت کہ من شنیدم از زبان پیغمبر علیہ السلام ہر کہ این نماز بگذارد دویست سال نمازہا کہ قضا شدہ باشد کفارہ او شود۔ اوراد شیخ الشیوخ ٭

(۵) حدیث نبوی وارد است کہ درین مختصر نہ گنجد کہ پیش از ظہر چہار رکعت نماز قضاء عمری بگذارد نیت چنان کند نیت کردم تا ادا کنم چہار رکعت نماز کفایت نمازہا کہ از من فوت شدہ اند در ہمہ عمر در ہر رکعت بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی یکبار و انا اعطینا تا آخر پانزدہ بار آوردہ اند کہ از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنان شنودہ ایم کہ بست سالہ قضاء نماز او بر جائے شود پس پرسیدیم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر این مقدار از وفوت نہ شدہ باشد گفت از پدر و مادر او بر جا میشوند۔ ارشاد الطالبین ٭

(۶) منقولست ہر کرا نمازہائے بسیار قضا شدہ باشند و نداند کہ اعداد او چند است باید کہ روز جمعہ چہار رکعت نفل بیک سلام بگذارد و در ہر رکعتی بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی یکبار و انا اعطینا پانزدہ بار بخواند قضاہا وادا شود۔ انیس الواعظین ٭

(۷) در فتاوی وحید الدین نسفی در باب نفل مسطور است کہ در بلاد عرب اولی تر آنست کہ یکان یکان گذارند ایشان قراءۃ کلام مجید بزبان فصاحت و بلاغت دانند مگر در بلاد عجم علی الخصوص در عہد ما این اصح و اولی آنست کہ بجماعت بگذارند زیرا آنکہ اکثر مردم عجم از قرآن ما یجوز بہ الصلوٰۃ ندانند و مخارج نہ شناسند۔ تحفۃ الصلحاء ٭

(۸) در مصابیح مذکور است ہر کہ در جمعہ آخر ماہ رمضان چار رکعت نماز بگذارد پیش از نماز ظہر کہ آنرا قضاء عمری نامند در جمیع عمرش کہ نمازہا نا فہ شدہ باشند بجائے می آیند و ازین نماز ادائے میشوند بیشک گفتہ اند اتفاقیست و کدامے از اہلسنت و جماعت در وے اختلاف نہ کردہ است و نخواہد کرد۔ مصابیح ٭

(۹) روی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ صلوٰۃ فائتۃ کثیرۃ صلی بعد الجمعۃ قبل صلوٰۃ العصر اربع رکعات بنیۃ الفائتۃ یقرء فی کل رکعۃ سورۃ الفاتحۃ مرۃ واحدۃ

آه وروی عن ابی بکر رضی الله یکون قضاء مائة و عشرین سنته - مفاتیح الجنان +

(۱۰) ہر کرا نماز ہا بسیار باشند و عدد آن ندانند روز جمعہ پیش از جمعہ یا وقتیکہ میتوانند چہار رکعت بیک سلام بگذارد و در ہر رکعت بعد از فاتحہ آیة الکرسی و کوثر بخواند امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ گفت شنیدم از نبی علیہ السلام ہر کہ این نماز ادا کرد دویست سال نماز قضا را کفارہ شود و عن امیر المومنین عمر رضی اللہ چہار صد سال نماز کفارہ شود و عن عثمان رضی اللہ عنہ ششصد سال نماز کفارہ شود و عن علی رضی اللہ عنہ ہفتصد سال نماز کفارہ شود یاران پرسیدند یا رسول اللہ عمر امت تو ہفتاد یا ہشتاد سال است چندین صعنت نماز چیست فرمود نماز ہا در و پدر و جد و غیر کفارہ شود - جائز المختار +

علاوہ ازین اور بہت سی کتابوں میں نوافل قضاء عمری کی فضایل کا بیان ہے جنکو بخوف طوالت قلم انداز کیا جاتا ہی - اب قدر روایات کتب صاف دلالت کرتی ہین کہ نفل قضاء عمری علماء اسلام مین جنمین شیخ مشائخ اور اہل اللہ بہی گذرے ہین مشروع و معمول چلے آئے ہین - پہر صرف یہ کہکر ان روایات کو ٹال دینا کہ انہین واعظ لوگ بہی ہین بہت کجروی ہوگی - ہم مانتا کہ ایک واعظ ہمین ان نوافل کی ترغیب دیتا ہے لیکن دیکہنا یہ ہوگا کہ جسکی ترغیب دی گئی ہی وہ کوئی ایسی بات ہی جو شرعی اصول کے خلاف یا کسی نص صریح کی معارض یا مسلمانوں کے تعامل کے برخلاف تو نہین - اگر ایسا ہی تو بیشک اسکا قول تسلیم نہین کیا جاویگا لیکن یہ روایات مسطورہ مین تو ہمکو ایسے امر کی ترغیب دی گئی ہی جو محض عبادت الٰہی اور توبہ و استغفار کا طریق ہی - اور اصول شرعیہ کی مطابق جمہور المسلمین کا معمول امر ہے +

نوافل قضاء عمری کی بنا محض اس امر پر ہی کہ انسان اوس ہکی ذریعے اپنی اُن قصورات کی جو ادائے صلوات فریضہ مین اُس سے وقوع مین آئے ہین یا کوئی نماز فریضہ اوسنے بروقت ادائے نہین کی اور اب اسکا وقت و زمانہ نسیاً منسیا ہو چکا ہی - اپنے تواب و رحیم ذو الفضل العظیم مولیٰ سے اپنی خطا کا معترف ہو کر معافی طلب کرے گویا یہ نفل صلوات مودیہ بالنقصان کے قصور اور یا فرایض متروکہ کا گناہ بخشوانیکی لئے ایک طریق توبہ ہی جیسا کہ اِسکی نسبت ایک مفسر نے یون لکہا ہی - فان قیل ان القضاء العمری هل یقوم مقام الصلوات الفائتة لانه بمنزلة التوبة عن السیئات - تفسیر کامل -

تو جب ایک ہزار سال کا مجرم اپنے خالق کی حضور مین ولی رجوع (توبہ) سے اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے معافی کا خواستگار ہوتا ہی تو ایزد متعال محض اوسکو اس فعل سے اوسکے سابقہ جرایم کو عفو فرما دیتا ہی - اور اسکے گناہونکو نیکیون سے بدل دیتا ہی جیسا کہ باری تعالیٰ عز اسمہ نے فرمایا ہی - اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا - اور فرماتا ہی - اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا - تو اوس کی عنایات سے کیا بعید ہے کہ

کہ ہماری چار رکعت نفل کو ہماری فائتہ صلوات کا قائمقام فرماکر ہماری ترک صلوٰۃ کی جرم کو بخشدے۔ فانہ غفار الذنوب
اور اگر یہ نوافل ہماری فوائت صلوات کی قائمقام نہ ہونگی تاہم اسکا اجر تو ہمین آخر کچھ مل ہی جاویگا۔ کیونکہ اوسکا پاک
وعدہ ہے مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۱۲ ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۱۲۔ یہہ اُس عادل رحیم مولیٰ
کے احسان سے بہ امل بعید ہے کہ ہم تو اوسکے خوف سے ڈر کر اوسکے دروازہ پر گرتے ہوئے معافی مانگین اور نوافل کی عبادت
بجالاوین۔ اور وہ ہمین اسپر الٹا مواخذہ کرے۔ ہرگز نہین۔ دیکھو تو اخیر سورۂ زمر مین تفسیر آیت فَنِعْمَ اَجْرُ
الْعَامِلِیْنَ مین ایک محقق مفسر نے یون لکھا ہے۔ قال بعض الکبار ما من فریضۃ ولا نافلۃ ولا فعل خیر و
لا ترک محرم ولا مکروہ الا وله جنۃ مخصوصۃ ونعیم خاص ینالہ من دخلها وما من عمل الا وله جنۃ
یقع التفاضل فیها بین اصحابها والتفاضل علی مراتب فمنها بالسن لکن فی الطاعۃ والاسلام فیفضل
الکبیر السن علی صغیر السن اذا کانا علی مرتبۃ واحدۃ من العمل ومنها بالزمان فان العمل فی رمضان
فی یوم الجمعۃ وفی لیلۃ القدر وفی عشر ذی الحجۃ وفی عاشوراء اعظم من سائر الازمان۔ روح البیان
پھر جبکہ ہر ایک فرض نفل اور فعل خیر کے عوض ہمین ایک جنت ملتی ہے اور رمضان اور یوم جمعہ کی نوافل کا ثواب دیگر
ایام وشہور کے نوافل سے فائق تر ہے تو پھر ہماری یہ نوافل قضاء عمری کے نام سے تعبیر کیجاتی ہین اس ماہ مبارک اور اس یوم
مسعود مین پڑہنی ہے ہین کیون اجر نہین ملیگا۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ بہانتک اس شخص کا قول بالکل مردود سمجھو
جو کہتا ہے کہ نوافل پڑہنی سے (خواہ کوئی ہون)، کوئی وبال ہوگا۔ انما الاعمال بالنیات ۱۲
اب ہمنے اپنی دلائل کو ہر پہلو سے مکمل کردیا ہے اسواسطے اب مخالفین کے اعتراضات اور انکی دلائل پر بحث کرتے ہین۔

مخالفین کی اعتراضون کا مدلل جواب اور انکی دلائل کا ابطال

چونکہ حق اور ناحق کا فیصلہ بجز مقابلہ کی نہین ہوتا اسلئے ہم ہموقعہ پر مخالف کی دلائل کا اپنی دلائل سے مقابلہ کرنا
چاہتے ہین۔ جبکہ مخالفین کے دلائل کی قرار واقعی تردید ہوجاویگی تو پھر اوسکو ہماری دلائل کے تسلیم سے چارہ نہوگا
اسوقت میری سامنے ہمارے ایک ہموطن ہمعصر فاضل دوست مولوی محمد محی الدین صاحب ساکن گوڑہائی اٹم سنگہ ضلع جہلم کا
ایک فتوی موجود ہے جو نماز قضاء عمری کو ناجائز اور بدعت ضلالت سمجھتے ہین۔ انہون نے مجوزین کی دلائل کی تردید
مین بہت تو ڑ کوشش کی ہے اور اپنی خیال مین گویا کہ انہون نے ایک بسیط فتوی کے رو سے مسئلہ جواز نماز قضاء عمری کی
بنا کو جڑ سے اوکھیڑ دیا ہے اسلئے مین چاہتا ہون کہ دوست موصوف کے اُس فتوی پر پوری نظر ڈالدون اور انکی فتوی کی

حرف بحرف تردید کردون تاکہ انکو اپنے فتوی کی اصلیت معلوم ہو جاوے۔ اور دیگر مسلمان اوسکے دیکھنے سے بچ جاوین۔ کیونکہ جہان تک مجھکو معلوم ہوا ہے علماء پٹنہ اوسکی اعتقاد مین بھی اسی فتوی فی فتور دالا ہے۔ اور چونکہ یہ تردید محض نیک نیتی اور اظہار حق کی غرض سے ہوگی اسلئے اُمید ہے کہ ہمارے فاضل دوست احباب کو برا نہ مانینگے کیونکہ انکو خوب معلوم ہے کہ مجھکو اُن سے کوئی کاوش نہین ہے اور میرا اور انکا تعلق دوستانہ ہے۔ ہان مسایل مین اختلاف اگر نیک نیتی سے ہو تو کوئی بُری بات نہین ہے۔

لیکن قبل اسکے کہ اُس فتوی پر بحث کیجاوے مخالفین کے چند عام اعتراضات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون جو کہ احادیث پیش کردہ مجوزین قضاء عمری کی نسبت وارد کئے جاتے ہین۔

جواب اعتراضات مخالفین نسبت احادیث فضایل قضاء عمری

مخالفین کا بھاری اعتراض ان احادیث پر جو فقہاء نے جواز قضاء عمری مین پیش کی ہین یہ ہے کہ یہ احادیث صحاح ستہ مین موجود نہین۔ اسلئے صحیح نہین ہین۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ درست نہین کہ صحاح ستہ کی کوئی حدیث اسبارہ مین موجود نہین۔ بلکہ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہین صحیح ترمذی کی حدیث جو باب صلوۃ التوبہ مین مذکور ہے ہمارے لئے اثبات مدعا کے لئے ایک روشن دلیل ہے۔ دوم یہ کہنا درست نہین کہ جو حدیث صحاح ستہ مین پائی نہجاوے وہ صحیح نہین ہے کیونکہ مصنفین صحاح کا یہہ ہرگز دعوی نہین ہے کہ صحیح احادیث کا حصر ان ہی کتب مین ہے۔ اور کہ جو حدیث صحاح مین نہ ہو وہ صحیح نہین ہوگی۔ بلکہ بہت سی احادیث فقہاء نے بیان کی ہین جو صحاح مین موجود نہین ہین۔ اور وہ صحیح اور معمول بہا ہین۔ جیسا کہ احادیث متعلق مسح گردن وضع الیمین علی الشمال علی الطریق المخصوص تفریج بین القدمین قدر اربع اصابع وغیرہ وغیرہ۔ سو ایسا ہی مانحن فیہ کی احادیث سمجھہ لیجئے۔

منکرین کا یہ دعوی کہ احادیث معہودہ موضوع ہین یہ ایک طعن محض اور ظن ہے۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ اگر موضوعیت کی یہی دلیل ہے کہ صحاح ستہ مین یہ احادیث نہین تو جیسا کہ مین پہلے ذکر کر چکا ہون یہ دلیل باطل ہے اور انکی موضوعیت پر یہہ دلیل جیسا کہ منکرین بیان کرتے ہین کہ انمین ایک عمل قلیل پر اجر کثیر کا وعدہ ہے ایک باطل دلیل ہے کیونکہ اُمت محمدیہ کے لئے یہہ احسان الٰہی ہے کہ عمل قلیل پر انکو ثواب کثیر عطا ہوتا ہے چنانچہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا۔ قول الٰہی ہے اور حدیث صحیح سے الی سبعمائۃ ضعف ثابت ہے اور ایسی بہت سی احادیث وآیات ہین جو اسبات کو ثابت کرتی ہین۔ پھر موضوعیت حدیث کی یہہ علامت قرار دینا بالکل باطل ہوا۔ مولانا مولوی عبدالحی صاحب

مرحوم اسبارہ مین اپنے ایک فتویٰ مین یون تحریر فرماتے ہین۔

سوال۔ علماء نقاد برائے شناخت حدیث موضوع قاعدہ نوشتہ اند کہ بر فعل قلیل وعدہ ثواب کبیر باشد یعنی در وعدہ وعید از حد تجاوز باشد حالانکہ امام غزالیؒ در احیاء حدیث نقل میکنند کل حسنۃ بعشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف الا الصوم وبعضے محدثین حدیث دیگر نقل میانند من صلم یوم سبعۃ وعشرین من رجب کتب اللہ لہ صیام ستین شہراً ۱۲ پس حال این حدیث چیست وتحقیق قاعدہ چیست +

جواب۔ حدیث اول را بخاری ومسلم از حضرت ابوہریرہؓ روایت کردہ اند علامہ زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم العراقی در کتاب المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار در شان این حدیث تحریر فرمائید۔ اخرجاہ من حدیث ابی ھریرۃ رضہ۔ انتھیٰ۔ وحدیث دوم اگرچہ در صحاح ستہ نیست اما بعضے محدثین انرا روایت کردہ اند در ما ثبت بالسنۃ می آرد ومن خبر ابی معاذ الشالمروزی فی فضائل رجب لعبد العزیز من طریق ضمیرۃ عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرۃ رضہ موقوفاً من صام یوم سبع وعشرین من رجب کتب اللہ لہ صیام ستین شہراً وہو الیوم الذی ہبط فیہ جبرئیل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالرسالۃ وہذا اشل ما ورد فی ہذا المعنی۔ انتھیٰ۔ مجموعۃ الفتاوی جلد سوم صفحہ ۱۲ اب ایک مسلم محقق فاضل کا یہہ فتویٰ خصم کی اس دلیل کو کہ حدیث قضاء عمری مین عمل قلیل پہ وعدہ کثیر ہونیکی باعث موضوع ہے بالکل بیخ سے اڑا دیتا ہے۔ اور نیز اس فتویٰ سے یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ صحاح ستہ کی حدیث نہ ہونا بھی موضوعیت کی علامت نہین ہے چنانچہ حدیث متعلق فضیلت صیام رجب صحاح ستہ مین اگرچہ نہین لیکن پھر بھی صحیح ہے +

اقول۔ یہہ امر کہ امت مرحومہ کیلئے عمل قلیل پر ثواب کثیر مرتب ہوتا ہے تو کتاب اللہ اور سنت رسول سے ثابت ہے پھر معلوم نہین کہ مخالفین کس خبط سے اسکو ناممکن خیال کرتے ہین۔ اسبارہ مین آیات ذیل پر غور فرمایئے:۔

(۱) مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا +

(۲) مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ +

(۳) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ +

آیت اولی مین عمل قلیل پر اجر کثیر ملنے کا صریح وعدہ دیکھہ لیجیے کہ ایک نیکی کرنے سے دس کا ثواب ملتا ہے۔ اور دوسری آیت تو ایک نیکی کا سات سو ضعف اجر ملنا بالتصریح بیان کرتی ہے جسکا معنی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ مین اپنا مال خرچ کرتے ہین انکی یہ نیکی ایسی بار آور ہوتی ہے جیسا کہ ایک دانہ بیجنے سے سات خوشے پیدا ہوتے ہین۔ اور

ہر ایک خوشے میں ایک سو دانہ ہوتا ہے یعنے ایک دانہ کا سات سو دانہ بنجاتا ہے۔ ایسا ہی مد ایک نیکی ساتھ سو کا اجر باقی ہے۔ نکتہ۔ یہہ آیت حدیث الی سبعمائۃ ضعف کی تصدیق فرماتی ہے۔ وذلک مما علمنی ربی والحمد للہ علی ذالک۔ اب اس سے زیادہ عمل قلیل پر وعدہ ثواب کثیر کا اور کیا ہوگا کہ ایک نیکی کرو اور سات سو کا اجر لیوے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ تیسری آیت صاف بتاتی ہے کہ اُمت مرحومہ پر خدائے کریم کی یہ عنایت بغایت ہے کہ انہیں سال میں ایک ایسی رات آتی ہے جسمیں عبادت کرنا ہزار ماہ کی عبادت کی برابر ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں تفسیر کبیر میں یون لکھا ہے۔ قال مجاھد کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حتی یصبح ثم یجاھد حتی یمسی فعل ذلک الف شہر فتعجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمون من ذلک فانزل اللہ ھذہ اللیلۃ ای لیلۃ القدر لامتک خیر من الف شہر لذلک الاسرائیلی الذی حمل السلاح الف شہر وقالثہا قال مالک بن انس اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمار الناس فاستقلہ اعمار امتہ وخاف ان لا یبلغوا مثل ما بلغ سائر الامم فاعطاہ اللہ لیلۃ القدر فہی خیر من الف شہر لسائر الامم۔ یروی انہ یجاء یوم القیامۃ بالاسرائیلی الذی عبد اللہ اربعمائۃ سنۃ ویجاء برجل من ھذہ الامۃ وقد عبد اللہ اربعین سنۃ فیکون ثوابہ اکثر فیقول الاسرائیلی الٰہی انت العدل ارے ثوابہ اکثر فیقول لانکم کنتم تخافون العقوبۃ المعجلۃ فتعبدون وامۃ محمد کانوا امنین بقولی وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون۔ ثم انہم کانوا یعبدون فلہذا السبب کانت عبادتہم اکثر ثوابا۔ تفسیر کبیر جلد اخیر صفحہ ۶۳۰۔

اب خیال تو فرمائیے کہ اُمت محمدیہ میں سے جس شخص نے چالیس سال خدا کی عبادت کی ہے اوسکی عبادت کا ثواب اسرائیلی کے چار سو سال کی عبادت سے بڑھ گیا۔ اور جس شخص نے ہزار ماہ رات میں خدا کی راہ میں اپنا نفس خرچ کر دیا چنانچہ رات بھر قیام میں رہتا اور دن کو تلوار اُٹھا کر کفار سے جہاد کرتا تھا اُس سے محمدی کی ایک رات لیلۃ القدر کی عبادت زائد ہو گئی۔ کون ہے جو بارگاہ ایزدی میں یہہ حجت کر سکے کہ تھوڑی عبادت پر اتنا کیون ثواب دیا جاتا ہے۔ وہ فعال لما یرید ہے۔ اور اوسکی صفت ہے یفعل ما یشاء۔ ہم کیا اور ہمارے اعمال کیا۔ ہماری نجات کا دار و مدار تو سب اوسکے فضل و کرم پر ہے۔ فی الجملہ دعوی موضوعیت احادیث قضاء عمری اس بنا پر کہ انمین عمل قلیل پر ثواب کثیر کا ذکر ہے کتاب اللہ اور سنۃ الرسول کے خلاف ہے۔ اور تحقیق بالا سے اسکا ابطال جیسا کہ چاہئے ہو چکا۔ ہم کہتے ہین کہ احادیث معہودہ ہرگز موضوع نہین ہین چنانچہ مسلمانون کا تعامل صلوۃ قضاء عمری پر اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ احادیث اسبارہ مین موضوع

نہیں ہیں۔ ورنہ متقدمین و متاخرین اسلامیں کا تعامل جملہ دیار میں ہرگز نہ دیکھا جاتا۔

شرط العمل بالحدیث الضعیف والموضوع

لیکن اگر بالفرض والتقدیر ہم احادیث مسطورہ کو ضعیف یا موضوع بھی مان لیں تو بھی نوافل قضاء عمری پڑھنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ عمل حدیث ضعیف پر اسوقت ہو سکتا ہے جبکہ فضائل عبادات کے متعلق ہو۔ اور عمل بالموضوع اسوقت منع ہے کہ قواعد شرعیہ کے مخالف ہو لیکن اگر کسی اصل عام کے تحت میں آجاوے تو اس حدیث موضوع پر بھی عمل کرنا منع نہیں ہے دیکھو قول صاحب رد المحتار الشامی۔ واما الموضوع فلا یجوز العمل به بحال ولا روایته الا اذا قرن ببیانه۔ در مختار۔ قوله بحال ای ولو فی فضائل الاعمال قال ط ای حیث کان مخالفا لقواعد الشریعة واما لو کان داخلا فی اصل عام فلا مانع منه لا لجعله حدیثا بل لدخوله تحت العام۔ شامی جلد اول صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر۔ اور ما نحن فیہ تو جیسا کہ پہلے مفصل مذکور ہو چکا ہے کسی قاعدہ شریعت کے مخالف نہیں ہے۔ بلکہ اصل عام میں داخل ہے اور وہ اصل عام یہ ہے کہ خدا کے سامنے سربسجود ہونا موجب رضاء الٰہی اور قرب ربی ہے۔ واسجد واقترب۔ وفی الحدیث اقرب ما یکون العبد من ربه اذا سجد۔ اب اگر مان بھی لیں کہ کوئی حدیث آنحضرت صلعم سے فضائل نماز قضاء عمری کی متعلق مروی نہیں تو بھی نماز قضاء عمری چونکہ ایک نافلہ عبادت ہے اسلئے اسکا ادا کرنا مستحب ہوگا کیونکہ فقہاء نے نفل کی تشریح و تقسیم یوں کی ہے۔

النفل سنة او مستحب او تطوع اما السنة فما واظب النبی صلی الله علیه وسلم علیه والمستحب ما لم یواظب علیه لکن بین فضیلته والتطوع ما کان حسنا فی نفسه ولم یواظب علیه ولم یبین فضیلته بالخصوص بل بین فضیلة جنسه ونوعه وان کان مرضیا له لحسنه فی نفسه لیستحب للمکلف فیما لم یکلف فیه خصوصا فان کان العبد یاتی بما لم یومر به للحسن فی نفسه احتسابا لله وراغبا فی مناجاته تعالی وابتغاء الرضوان له کان مشکورا عند الله تعالی بما لم یومر ولم یدع الیه کان مثابا عند الله تعالی لقوله تعالی هل جزاء الاحسان الا الاحسان ۱۲ ہدایۃ المصلی صفحہ

الی صلاۃ اگر صلوۃ قضاء عمری جو قبیل نوافل سے ہے آنحضرت صلعم سے مروی ہونا نہ بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی نماز چونکہ نفل ہے اور آنحضرت نے اگرچہ بالخصوص اسکا ذکر نہ بھی فرمایا ہو تو بھی جنس اور نوع نوافل کے ذکر میں اسکا بھی ذکر لفظاً نہیں تو معناً ہی سمجھنا چاہیئے۔

بدعت کی بحث

مخالفین کا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ صلوۃ قضاء عمری بوجہ نہ ہونے فعل آنحضرت کے بدعت ہے وکل بدعة ضلالة

فہی ضلالۃ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ہر ایک بدعت ضلالۃ نہیں ہے۔ بلکہ یہ بدعات سیئہ کا حکم ہے۔ پہر ہر ایک بدعت کو خواہ حسنہ ہی ہو ضلالۃ کہنا سخت جہالت ہے۔ فقہائے جیسا کہ تشریح کی ہے بدعت کے کئی اقسام ہیں چنانچہ بعض ان میں سے واجب مستحب مباح بھی ہیں۔ پہر ہر ایک بدعت کو ضلالۃ کا حکم کیسے دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ فاضل شامی لکھتا ہے۔

قولہ۔ صاحب بدعۃ ای محرمۃ والا فقد تکون واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی اہل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفہم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ کاحداث نحو رباط ومدرسۃ وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروہۃ کزخرفۃ المساجد ومباحۃ کالتوسع بلذیذ الماکل والمشارب والثیاب کما فی الجامع الصغیر المناوی عن تہذیب النووی ومثلہ فی الطریقۃ المحمدیۃ للبرکوی۔
رد المحتار جلد اول صفحہ ۵۸۵ مطبوعہ مصر۔

تو اب قضاء عمری کی نماز اگر بدعت بھی کہو تو اسکو بدعت سیئہ نہیں کہا جائیگا۔ کیونکہ عبادت ہے اور عبادت کو سیئہ کہنا سخت خطا ہے۔ نوافل میں توسع ہے۔ جب چاہو اور جسطرح چاہو پڑہو کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ہمارے اہل وطن پر مخفی نہیں کہ اندنوں پنجاب و ہندوستان کے تمام شہروں میں حسب تحریک انجمن حمایت اسلام لاہور مسلمانوں نے ایک خاص ماہ کی خاص تاریخ اور روز۔ خاص وقت میں مختلف شہروں میں دفع طاعون کیلئے ملکر نفل گذارے کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ فعل بوجہ بدعت ہونیکے حرام تھا۔ بدعت محرمہ یہی ہے جو کسی قاعدہ شرعیہ کے برخلاف ہو عبادت کسیوقت کسی طریق سے ادا کیجاوے ہرگز ضلالۃ نہیں ہو سکتی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

مخالفین کا احادیث فضائل قضاء عمری پر ایک اور اعتراض ہے کہ انمیں نوافل کا جابر فرائض ہونا بیان ہوا ہے جو باطل ہے۔ فرض اگر جابر فرض ہو تو معقول بات ہے لیکن نفل فرض کا جابر نہیں ہو سکتا۔

نفل جابر فرائض ہو سکتے ہیں

لیکن یہ اعتراض بھی ایک بیہودہ قیاس پر مبنی ہے۔ اگر ہمارا تواب رحیم مولی اپنی رحمت کی نگاہ فرماوے تو جب کہ بدیوں کی نیکیاں بنجاتی ہیں تو پہر نوافل کا فرائض بنجانا کونسی بعید بات ہے۔ نہیں صاحب تو حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن اولاً محاسبہ صلوۃ کا ہوگا۔ اور اگر کسی مومن نے صلوۃ فرائض میں نقصان کیا ہے تو باری تعالی عز اسمہ حکم دینگے کہ نوافل سے اس کمی کو پورا کر دیا جاوے۔ دیکہو حدیث صحیح ترمذی مندرجہ ذیل۔

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلاتہ فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر فان انتقص من فریضتہ شیئا قال الرب

تبارک تعالیٰ انظروا هل لعبدی من تطوع فیکمل بها ما انتقص من الفریضة ثم یکون سائر عمله علی ذلک
ترمذی صفحہ ۸۰ ۔ پہر معلوم نہین کہ باوجود ایسی صریح حدیث کی پہر کیون ضد کیجاتی ہے کہ نوافل جابر فرائض نہین
ہو سکتے ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم مان بھی لین کہ نفل جابر فرائض نہین ہو سکتے تو ہم کہین گے کہ نوافل قضاء عمری چونکہ
رمضان مین پڑہے جاتے ہین اسلئے فرائض کا رتبہ رکھتے ہین ۔ کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ رمضان کے نوافل فرائض
دیگر شہور کا رتبہ رکھتے ہین ۔ اور فرائض اس ماہ کے ستر فرائض دیگر شہور کا ثواب رکھتے ہین ۔ چنانچہ حدیث یہ ہے ۔
وعن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال یا ایها الناس قد
اظلکم شهر عظیم شهر مبارک شهر فیه لیلة خیر من الف شهر جعل اللہ صیامه فریضة وقیام لیلة تطوعا
من تقرب فیه بخصلة من الخیر کان کمن ادی فریضة فیما سواه ومن ادی فریضة فیه کان کمن ادی
ای باتیان انواع النفل
سبعین فریضة فیما سواه ۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۲۳ ۔
نتیجہ اب حدیث صحیح نے ثابت کر دیا کہ رمضان کی نوافل تو نوافل نہین بلکہ فرائض کا حکم رکھتے ہین ۔ تو پھر ان نوافل معہودہ
کو بھی فرائض ہی مان لیوین ۔ اور فرائض جابر فرائض تو آپ مانتے ہی ہین ۔ اب اس اعتراض کی جو مخالفین کا ورد
زبان ہے کہ نوافل جابر فرائض نہین ہو سکتی بالکل بیخ ہی اڑ گئی ۔ والحمد للہ علی ذلک ۔
اب ہم اس فتوی پر بحث کرتے ہین جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ۔

تردید فتوی مولوی محی الدین صاحب گوڑہوی

اس فتوی کی ابتدا مین مولوی صاحب موصوف نے پہلے چند روایات مجوزین قضاء عمری کی نقل کی ہین اور اسکے بعد
نماز قضاء عمری کے قبائح دس نمبرون مین بیان کئے ہین اسواسطے نمبر وار آپکی جملہ دفعات کا جواب قال اقول کے
طور پر لفظ بلفظ دیا جاتا ہے ۔

قال ۔ اب جو کہ اس نماز مین قبائح شرعیہ جو موجب حرمۃ قطعیہ کے ہین بہت ہین ۔ **اقول** ۔ نماز اور پھر اوسمین قبائح
یہ نرالی بات فرمائی ۔ اور حرمت قطعیہ کا بیان کرتے ہوئے آپنے اسکے مفہوم کو بھی خیال اقدس مین لایا ہوتا مگر بتائیے تو
وہ کونسی نص قطعی ہے اس نماز کی نہی مین وارد ہے جو اسکی حرمۃ قطعیہ ناطق ہے ۔
قال ۔ اول یہ کہ اکثر لوگ اسی بہروسہ پر نمازین ترک کر دیتے ہین اور ترک صلوۃ عمداً کفر ہے ۔
اقول ۔ براہ مہربانی ان اکثرون مین سے ایک فرد کا نام تو لیجئے جو نماز قضاء عمری کی بہروسہ پر نمازین چھوڑ دیتا ہے ہمنے

تو دنیا میں آجتک ایسا مسلمان کوئی نہ دیکھا جو عمر بھر کی فرض نمازیں ترک کر بیٹھے۔ اس بھروسہ پر کہ سال بھر میں ایک دفعہ نفل قضاء عمری پڑھ لیگا۔ ہمنے تو جہاں تک دیکھا اِن نوافل کے پڑھنے کی رغبت بھی اُن ہی لوگوں کو ہوتی ہے جو پکے نمازی فرائض صلوات کو ملتوی نہ کرنیوالے اور نوافل کے حریص ہیں۔ وہ لوگ جو بے نمازی ہیں جنکو فرضوں کی ادائگی کا خیال نہیں ہے نوافل کا نام بھی نہیں لیتے۔ یہ محض منکرین صلوٰۃ قضاء عمری کا ایک خیالی ڈھکوسلا ہے جو کہتے ہیں کہ لوگ اس نماز کے بھروسہ پر عمر بھر کی نمازیں چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اگر یہ سچا خیال ہے تو ہم مفتی صاحب موصوف اور انکے ہمخیالوں سے با ادب ملتمس ہیں کہ کوئی ایک فرد بھی اس خیال کا دنیا کے مسلمانوں میں سے پیش کر کے اپنے اس دعوی کی تصدیق کرائیں اگر ایسا کوئی فرد دنیا کے کسی گوشے سے آپ ڈھونڈہ بھی لائیں (جو نہیں لا سکیں گے) تو اوسکی نسبت البتہ ہم یہ کہدینگے کہ تو بہت برا کیا ہے کہ عمداً فرائض کو چھوڑ بیٹھا ہے لیکن نوافل پڑھنے سے پھر بھی اوسکو روکا نہیں جا سکیگا تاکہ ارایت الذی ینھی عبداً اذا صلی کے وعید میں نہ آجائیں۔

منکرین نماز قضاء عمری کا دعوی مذکور صرف ایک وہم کا جال ہے کہ اس ابلہ فریبی اور وہم کہ بھی سے مسلمانوں کو اس نماز سے باز رکھیں ہاں ایسا خیال اگر نماز عید کی نسبت آپ ظاہر کرتے تو شاید لوگوں کا ایک بناوٹی مقولہ اسکا مصدق ہوتا جو پہاڑیوں کی نسبت کہا کرتے ہیں کہ وہ لوگ عمر بھر کی نمازیں نہیں پڑھا کرتے اور کہتے ہیں کہ سال بھر میں عید نماز پڑھ لینگے لیکن ہمنے نہیں سنا کہ پہاڑیوں کی اس جہالت کی باعث نماز عید سے لوگوں کو منع کر دیا جاوے کہ نماز عید کا رواج ہی اٹھا دو تاکہ جاہل لوگ اوسپر بھروسہ کر کے عمر کے فرض نہ چھوڑ دیں۔ منکرین نماز قضاء عمری کی دلیل مذکور نسبت منع صلوٰۃ معہودہ تو ایسی ہے کہ جیسا کوئی شخص آنحضرتؐ کی حدیث ذیل سے کہ ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قال ثلثا ثم قال فی الرابعۃ علی رغم انف ابی ذر صحیح مسلم صفحہ ۶۶۔ یہ دلیل پکڑے کہ اس حدیث کے بھروسہ پر اکثر لوگ سرقہ زنا وغیرہ بدیوں میں پڑ رہتے ہیں۔ اس خیال پر کہ لا الہ الا اللہ تو پڑھ لینگے اسواسطے یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا جائز نہیں ہے۔ العیاذ باللہ بعینہ نماز قضاء عمری کے فضائل کی احادیث کی نسبت منکرین کا ایسا ہی خیال ہے جیسا کہ احادیث فضائل لا الہ الا اللہ کی نسبت احتمال ہو سکتا ہے۔ پھر انکو چاہیئے کہ ایسی احادیث فضائل جو کثرت سے صحاح میں پائی جاتی ہیں چن چن کر ان سب نکالدیں۔ ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

قال دوسرا یہ کہ سبب عبادت بدنی و مالی سے زیادہ تصور کرتے ہیں یہ تحسین بالائے ہوتی ہے یعنی تمام ہے۔

اقول کس نے کہا ہو کہ نفل قضاء عمری جملہ عبادات بدنی و مالی سے زیادہ عبادات فرض ہوں زیادہ ہے ہرگز

نہین۔ صرف نفل کے درجہ تک ہی اسکو رتبہ دیا جاتا ہے اور یہ کہ اسپر بھی کم و بیش ثواب حاصل ہونا متصور ہے اس سے یہ تب ثابت ہوتا ہے کہ جملہ عبادات مالی و بدنی سے یہ زیادہ ہے۔ اس جملہ کی تصدیق کسی مجوز قضاء عمری کی صریح قول سے دکہانا چاہیے۔ ورنہ یہ محض اتہام ہوگا جو مسلمانون کو جائز نہین ہے۔

قال تیسرا جواب یہ ہے صلوات کو بدلہ صلوات تمام عمر کا اعتقاد کرتے ہین یہ اعتقاد عقل و قیاس و نقل کے برخلاف ہے کیونکہ تعضا مین مماثلت عقلیہ ضرور شرط ہے۔ اس نماز مین یہ نہین آسکتی اس سبب سے شرعاً حرام ہے۔

اقول یہ صلوات کو نفس اس غرض سے پڑہا جاتا ہے کہ اس نماز کی ذریعہ سے اُن قصورات کا جو صلوات فریضہ کی ادائگی مین ترک خضوع و خشوع وغیرہ کے سبب سے و قوع مین آئے ہین معاف کرائین۔ اور اگر سہواً کوئی نماز ہم سے قضاء بھی ہوگئی ہے جواب یاد نہین تو اُسکا گناہ بخشوائین۔ نہ یہ کہ عمر بھر کی نمازین عمداً چہوڑکر سال کے بعد صرف یہ نماز پڑہ لین تاکہ انکا بدلہ ہوجائے۔ اور عجب نہین کہ اُن صلوات فائتہ کا جو بشری غفلت کی وجہ سے قضاء ہوگئی ہین یہ نماز جبر ہوسکے۔ کیونکہ یہ ایک توبہ ہے اور توبہ بہت سے گناہون کو معاف کرادیتی ہے۔ رب العباد واسع الرحمت ہے اوسکو کون روک سکتا ہے کہ عمر بہر کے گناہ صرف لا الہ الا اللہ کہنے پر بخشدے۔ بنو اسرائیل کی نسبت اسکا حکم قرآن کریم مین پڑہیے۔ قولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم ۱۲ صرف حطہ (کلمہ توبہ) سے اُنکے عمر بھر کے کبائر بخشدینے کا وعدہ فرماتا ہے پہر رب العباد کے فضل کے سامنے مماثلت اجزاء کا نام لینا ڈبل غلطی ہے۔ مثلاً بمثل کا سودا تو وہان ہوتا ہے جہان دو انسانون کا باہمی کوئی سودا ہو۔ مولی الخلائق کا سودا کچہہ نرالا ہی ہوتا ہے۔ صرف لا الہ الا اللہ کہنے پر جنت جیسی بے بہا دولت ایک سخت گناہگار انسان کو بخش دینا اُسی کریم و رحیم مولی کا احسان ہے۔ واللہ ذو الفضل العظیم احادیث صحیحہ مین آپنے پڑہا ہوگا کہ صرف قل ھو اللہ احد الخ پڑہنے سے ثلث قرآن کا ثواب ملجاتا ہے اور تین دفعہ سورۃ اخلاص پڑہنے سے ختم قرآن کا ثواب حاصل پھر یہان مماثلت اجزاء دکھلیئے۔ کہان تیس پارہ قرآن کریم اور کہان سورۃ اخلاص جیسی مختصر سورۃ۔

حدیث صحیح مین ہے عن ابی ایوب الانصاری انہ حدثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی صیام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر ۱۲ مشکوۃ المصابیح۔ دوسری حدیث مین ہے۔ صم رمضان والذی یلیہ وکل اربعاء وخمیس فاذا انت قد صمت الدھر کلہ ۱۲۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۳۹۔

اب خیال فرمائیے کہ ماہ رمضان اور شوال کے چھہ روزے یعنی کل ۳۶ دن کے روزے عمر بھر کے روزون کے قائمقام ہوگئے ہین اب یہان بھی مماثلت اجزاء دکہائیے۔

قال - چوتھا یہ کہ ایک نماز کی ادائے سے نماز کثیرہ ادا نہین ہوتین اور ایسا ہی متصور نہین پھر یہہ اعتقاد کہ قضاء سب صلوات ہوگی یہ محرمات کعزیہ سے ہے +

اقول - یہہ نمبر سوم کے مضمون کا بعینہ اعادہ ہے شاید حافظہ کا قصور ہے اس کا جواب وہی ہے جو نمبر سوم کے جواب مین ابھی ذکر ہو چکا ہے +

قال - پانچوین چار رکعت نماز ایک نیت کے ساتھ کروڑہا فوتی نمازون کی قضا محالات شرعیہ سے ہے یہہ بھی قطعی حرام ہے +

اقول - یہی نمبر سوم و چہارم کا بعینہ مضمون ہے اور اسکا جواب وہی ہے جو نمبر سوم کی مدمین گذر چکا ہے معلوم نہین کہ ایک مضمون کا بار بار اعادہ کرنا صرف نمبرون کی تعداد اضافہ کرنے اور فتوی کی ضخامت بڑہانیکی غرض سے ہے یا نسیان کا باعث ہے۔ ہان اتنا یہان پھر عرض کردون کہ اگر اُسکا فضل شامل حال ہو تو ایک نماز متعدد نمازون کا ثواب بخش سکتی ہے۔ آپ دیکھتے ہین لیلۃ القدر کی رات کی نماز ہزار ماہ کی نماز کا ثواب دیتی ہے اور ہزار ماہ کی نمازون کی تعداد آپ شمار کرلین۔ صلواۃ اوابین کی نسبت ترمذی مین آپنے پڑہا ہوگا کہ بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھن بسوء عدلن لہ بعبادۃ اثنتی عشرۃ سنۃ ۱۲ صحیح ترمذی صفحہ ۸۱۔ چھہ رکعت نماز بارہ سال کی عبادت کے برابر ہونا تو حدیث صحیح نے ثابت کردیا اب بارہ سال کی نمازون کی آپ شمار کرلین کتنی رکعات ہوتی ہین۔

صلوۃ توبہ کی نسبت صحیح حدیث مین آچکا ہے کہ اوسکے پڑہنے سے عمر بھر کے گناہ بخشے جاتے ہین۔

صلوۃ تسبیح کی فضیلت حدیث صحیح سے سنئے جسمین تصریح ہے کہ اوسکے پڑہنے والے کی گناہ اگرچہ شمار مین ذرات تودہ ریگ کے برابر ہون تو بھی معاف ہو جاتے ہین۔ دیکھو صحیح ترمذی باب ماجاء فی صلوۃ التسبیح ۱۲۔ ابو رافع کی حدیث جس کے اخیر مین حضرت عباس کو خطاب کرکے رسول خدا فرماتے ہین کہ یہہ نماز پڑہ ولو کانت ذنوبک مثل رمل عالج غفرھا اللہ لک ۱۲ ترمذی صفحہ ۸۸۔

شفعۃ الضحی کی نسبت پڑھئے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حافظ علی شفعۃ الضحی غفر لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر ۱۲۔ ترمذی صفحہ ۸۷۔

میرے دوست مولوی محی الدین صاحب ان احادیث پر غور فرماوین ماشاء اللہ آپ تو محدث ہین۔ پھر باوجود محدث ہونے کے آپنے ان احادیث پر غور کیون نہین فرمائی۔

قال - چھٹا یہ اعتقاد کہ قضاء صلوات آباء و اجداد کا بھی ہو سکتا ہے۔ اسکو بھی نصوص قطعیہ باطل کرتی ہین - لیس للانسان الا ما سعی ۱۲

اقول - اگر ولد صالح کی نیکی سے اوسکے والدین بھی حصہ پالین تو ہمین کون سا محذور شرعی لازم آتا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ ایک صالح بزرگ کی نیکی اوسکی اولاد کو سات پشت تک فائیدہ بخشتی ہے - قرآن کریم مین موسی ؑ و خضر ؑ کے قصے مین وکان ابو ھما صالحا ۱۲ پر غور کرنے سے یہہ مسئلہ بالکل حل ہو جاتا ہے - چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اُن یتیم لڑکونکے آباؤ اجداد مین جنکی دیوار خضر ؑ نے بلا اُجرت درست کردی تھی ساتوین پشت مین ایک ولی گذرا تھا اُسکی نیکی نے ان یتیمون کو نفع بخشا - ایسا ہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ولد صالح کی دعا اُسکے آباء و اجداد کو جو اس جہان سے چلدئے ہین برابر فائیدہ پہونچاتی ہے - بلکہ ہر ایک مسلمان کی دُعا مُردہ و زندہ مسلمانون کو برابر نفع بخش ہوتی ہے - اسیواسطے ہر ایک نماز مین پنج وقت دعاء جمیع مسلمانون کی حق مین بعد تشہد مانگی جاتی ہے - تو اب اگر آیت لیس للانسان الا ما سعی کا یہی معنے ہے جو مولوی محی الدین صاحب نے سمجھا ہے تو پہر جو لوگ فوت ہو چکے ہین اونکی سعی کا سلسلہ تو ختم ہو چکا ہے - اور دوسرے شخص کی امداد انکو پہونچتی ہی نہین پھر کاہکو روزمرہ نمازون مین اور بعد از اذکار اپنے فوت شدہ بہائیون کے حق مین دعائین مانگی جاتی ہین - اور پہر نماز جنازہ کس غرض سے پڑہی جاتی ہے - اور پہر حیلہ اسقاط مین کون سا فائیدہ دیکہکر مولوی محی الدین صاحب اور اونکے ہمخیال حلقہ مین جا بیٹھتے ہین - نہین صاحب لیس للانسان الا ما سعی ۱۲ کا یہہ معنی ہرگز نہین ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کی کوئی مدد نہین کر سکتا - بلکہ اسکا معنی تو یہہ ہے کہ انسان کے اپنے بس و اختیار مین وہی عمل ہوتا ہے جو خود سعی کرتا ہے - دوسرا شخص اُسکی وفات کے بعد دُعا سے یا ایصال ثواب صوم و صلوۃ صدقات وغیرہ سے اسکی مدد کرے یا نہ کرے اوسکی مرضی پر منحصر ہے - جو اُس فوت شدہ انسان کے اختیار مین نہین ہے - للانسان کا لام تملیک کا معنی دیتا ہے یعنے اگر انسان کسی نیکی کا مالک بننا چاہتا ہے تو وہ خود سعی کرے اُسکی وفات کے بعد دوسرے لوگ تبرعاً اوسکے حق مین دعاء خیر کرین یا کسی کلام وغیرہ کا ثواب پہونچائین تو انکا احسان ہے ورنہ اوسکے اپنے اختیار سے انکا احسان خارج ہے - اور جو چیز اپنے قابو و اختیار سے باہر ہو وہ کالعدم خیال کیجاتی ہے -

قال - ساتوان قضاء علی سبیل الاظہار مساجد مین حرام ہے -

اقول - قضاء صلوات عبادت ہے اور مساجد عبادت الٰہی کے لئے بنائی گئی ہین - پہر مساجد مین قضاء صلوات کیون حرام ہے - ہان بات یہ ہے کہ مساجد مین زیادہ اہتمام ادائے فرائض کا ہونا چاہئیے - نوافل وغیرہ اپنے گھر مین

مین پڑھے جائین تو موجب برکت کا ہے۔ اسواسطے رسول خدا اور صحابہ کرام نوافل اکثر گھرون مین پڑھا کرتے تھے لیکن یہ نھین کہ نوافل یا قضاء صلوات مفروضہ مساجد مین پڑھنا قطعی حرام ہین۔ اگر ایسا ہی تو کوئی دلیل لائیے ورنہ دعوی بلا دلیل کی کیا ہستی ہے۔

قال آٹھوان جماعت نفل کی علی سبیل التداعی مذہب حنفیہ مین سوائے تراویح کے ممنوع ہے۔

اقول۔ اس دلیل سے تو آپ قضاء عمری کی جماعت بالتداعی سے منع کہہ سکتے تھے اور دعوی تو آپکا یہ ہے کہ بالانفراد پڑھنا بھی منع ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آجکل نفل قضاء عمری بالجماعۃ ضرور پڑھے جاتے ہین لیکن باعلام نہین۔ کیونکہ تداعی کا معنی فقہائے اذان و اقامۃ کا لیا ہے۔ اور ان نوافل کے لیے اذان اقامۃ نہین ہے علاوہ ازین یہ مسئلہ غلط ہے کہ نوافل کی جماعۃ علی سبیل التداعی ہمیشہ مکروہ ہی نہین بلکہ رمضان کے نوافل مطلقا اس سے مستثنی ہین۔ فقہائے صاف طور پر اس حکم مین خارج رمضان کی قید لگادی ہے چنانچہ درمختار کی عبارت مندرجہ ذیل پڑھیے۔ ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک علی سبیل التداعی درمختار۔ پھر خارج رمضان کی قید ہوتے عدم جواز جماعۃ نوافل رمضان کا بھی قایل ہونا غلطی ہے۔ جبکہ تراویح کو آپنے مستثنی کیا ہے ایسا ہی نوافل قضاء عمری کو بھی مستثنی سمجھیے۔ کیونکہ تراویح کی جماعت بھی صرف اسی جہت سے مستثنی ہے کہ رمضان مین ہے۔ اور رمضان مین نفل بالجماعت جائز ہین۔ اسمین سر یہ ہے کہ رمضان کے نوافل غیر رمضان کے فرضون کا درجہ رکھتے ہین۔ جیسا کہ حدیث صحیح اسبارہ مین پہلے لکھی جا چکی ہے پھر اس ماہ مین نوافل کی جماعت بھی گویا فرضونکی جماعت ہوگی ؛

قال۔ نانوین قضاء مین مماثلت اجزاء کی شرط ہے اس نماز مین مثل نماز کثیرہ کی نھین ہے ؛

اقول۔ پھر اسی نمبر سوم و چہارم و پنجم کا مضمون یاد آگیا اور اسکا اعادہ فرمادیا۔ مماثلت اجزاء کی بحث کو نمبر سوم اور پنجم کے جواب مین مفصل طور پر رفع کر دیا گیا ہے ؛

قال۔ دسوین نسبت قلت اجر و کثرت ثواب کے مثل صلوات کثیرہ کی نھین ہو سکتی ؛

اقول۔ پھر وہی بات فرمائی جسکا بارہا اعادہ فرما چکے ہین شاید ایک مضمون کے سوا اور آپکو کچھ سوجھتا ہی نھین۔ بار بار وہی راگ گاتے جاتے ہین۔ اجر قلیل و ثواب کثیر کا مسئلہ کتاب اللہ و سنۃ الرسول سے بالتفصیل ثابت ہو چکا ہے پھر اسکے تکرار کی ضرورت نہین ہے ؛

قال۔ ایسی ہی بڑھتی علوم شرعیہ گئی اور قباحتیں اسمین پائی جاتی ہین ؛

اقول- وہ قبائح آپکی بطن مین ہی رہے ظاہر فرماتے تو دیکھا جاتا۔ اور اگر آپکو کوئی اَور قباحت سوجھتی تو بار بار ایک مضمون کو دوہرانیکے بجا اوسی کا ذکر فرمادیتے۔

قال- اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مصنفین ان کتب کے کسی طبقہ مین قابل الاخذ والتسلیم نہین ہوئے- بلکہ یہ کتب غریبہ و نادرہ ہین- روایات اونکی مطابق حدیث نہ موافق کتب معتبرہ کے ہین- انکا قول مردود و مسقوط ہے

اقول- مینے تو اس مسئلہ کو بفضلہ تعالی معتبر کتب فقہ و حدیث سے ثابت کردیا ہے۔ ہان بعض روایات کتب غریبہ سے بھی لی گئی ہین کیونکہ اونکی روایات مطابق قول فقہاء و محدثین کے ہین۔ اور جو کچھ آپکے اعتراضات تھے اونکا تانا بانا ظاہر ہوچکا ہے۔ پھر آپ خود خیال فرمادین کہ کسکا قول مردود ہے؟

بس یہان تک حضرت مفتی صاحب کی تحریر تمام ہوچکی ہے۔ آگے چند چند کتابون کی عبارات بلا نشان صفحہ و جلد کتاب درج فرمائی ہین۔ اسلئے انکی شواہد پر بھی کسیقدر نظر ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور محض حسن ظن کے طور پر ہم مان لیتے ہین کہ عبارات منقولہ سچ واقعی ان کتب کی ہین جنکا آپنے نام لکھا ہے۔ گو وہ کتابین آپنے خواب مین بھی نہ دیکھی ہون۔ اب دیکھنا چاہئیے کہ آپکی پیش کردہ کتابونکی روایات کہان تک مطابق قول فقہا و موافق حدیث و قرآن ہین۔ پہلے عبارات کتب مذکورہ نمبروار لکھکر ساتھ ہی جواب لکھتے جاوینگے۔ تو سنئیے۔

(۱) قال علی القاری المکی فی تذکرۃ الموضوعات حدیث من قضی صلوات من الفرائض فی آخر جمعۃ رمضان کان ذلک جابرا لکل صلوۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین سنۃ باطل قطعا لانہ مناقض للاجماع علی ان شیئا من العبادات لا یقوم مقام فائتۃ سنوات ثم لا عبرۃ بنقل صاحب النہایۃ ولا بقیۃ شراح الہدایۃ لانہم لیسوا المحدثین ولا اسندوا الحدیث الی احد من المخرجین۔

اقول- ملا علی قاری کی دلیل بطلان حدیث مذکور کی نسبت صرف یہ ہے کہ اس حدیث کا مضمون اس اجماعی مسئلہ کے برخلاف ہے کہ کوئی عبادت قائممقام سالہا کی فائتہ عبادت کی نہین ہوسکتی۔ سو اس اجماع پر ملا صاحب موصوف نے کوئی دلیل پیش نہین کی۔ صرف انکا یہ فرمانا کہ اسبات پر اجماع ہوچکا ہے قابل تسلیم نہین ہوسکتا تاوقتیکہ اسکی دلیل نہ دیجائے۔ اس مسئلہ پر اجماع کسطرح ہوسکتا ہے حالانکہ نصوص قطعیہ اسکی خلاف مین موجود ہین۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے مفصل گذر چکا ہے امت مرحومہ پر یہ احسان خداوندی ہے کہ انکی تھوڑی سی عبادت سالہا کی عبادت کا ثواب حاصل کرسکتی ہے۔ اور زیادتی ثواب کا باعث عبادت کرنیوالے کا اخلاص یا زمان و مکان کی خصوصیت ہوتا ہے۔ چنانچہ لیلۃ القدر کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت کی قائممقام ہوسکتی ہے۔ اور رمضان کی نماز ستر نمازون کا

ثواب رکہتی ہے۔ ایسا ہی مسجد الحرام کی نماز۔ مسجد نبوی کی نماز۔ مسجد الاقصیٰ کی نماز غیر مساجد کی نماز ون پر درجہ بدرجہ تفاضل رکہتی ہین۔ پہر یہ بات کہ تہوڑی سی عبادت سالہا کی عبادت کی قایمقام نہین ہوتی صحیح نہین ہے۔ جبکہ احادیث صحیحہ نے ثابت کردیا ہے کہ ایک وقت کی عبادت گئی سالون کی عبادت کے قایمقام ہوسکتی ہے تو پہر یہہ دعوی کہ یہہ اجماع کی برخلاف ہے بالکل غلط ہوا۔ پہر مُلّا علی قاری کا قول کسطرح حجت ہوسکتا ہے جو حدیث وکتاب اللہ کے خلاف ہے۔ اگر کہا جاوے کہ یہہ تو ہوسکتا ہے کہ تہوڑی سی عبادت سالہا کی عبادت کے مساوی ہو جیسا کہ احادیث ذ ثابت کیا ہے لیکن یہہ نہین ہوسکتا کہ کوئی عبادت قایمقام سالہا کی فائتہ عبادات کے برابر ہو۔ تو مین کہونگا کہ یہہ بات آپ ہی نرالی ہے جبکہ مستقل عبادت کثیرہ کی مساوات تہوڑی سی عبادت حاصل کرسکتی ہے تو فائتہ عبادت کی برابری یا قایمقامی تو بطریق اولیٰ ثابت ہوجاویگی۔ کیونکہ گزشتہ قصورات کا عفو فرمانا تو تواب ورحیم خدا کا وعدہ ہی ہے ؎

تنبیہ

مخالف نے تو اپنے مطلب کے لئے مُلّا علی قاری کا قول نقل کیا ہے۔ اس سے انکی اس دعوی کی تکذیب ہوتی ہے جو پہلے اس سے لکہہ چکے ہین کہ یہہ مسئلہ کتب غریبہ ونادرہ کا ہے روایات انکی نہ مطابق حدیث نہ کتب فقہ معتبرہ کے موافق ہین۔ کیونکہ مُلّا علی قاری کا قول ولا عبرۃ بنقل صاحب النہایۃ ولا بقیۃ شرح الہدایۃ سے صاف ثابت ہے کہ اس روایت کو صاف نہایہ اور دیگر شراح ہدایہ نے بہی لیا ہے۔ اور آپ جانتے ہین کہ نہایہ فقہ کی ایک مستند کتاب ہے اور ایسا ہی دیگر شراح ہدایہ بہی مستند فقہار مانے جاتے ہین۔ جبکہ ایسی معتبر کتابون مین حدیث من قضی الخ پائی جاتی ہے تو پہر یہ کہنا کہ کسی فقہ کی معتبر کتاب کے موافق یہ روایت نہین بلکل غلطی ہے۔ مُلّا علی قاری صاحب کا یہ فرمانا کہ فانہم لیسوا المحدثین آپ ہی خیال فرماوین کہ کہان تک مبنی بر انصاف ہے مستند فقیہہ اور محدث نہو۔ یہ عجیب بات ہے محدث ہونیکے سوا فقاہت کا خطاب ملنا مشکل ہے اور احادیث کی مہارت کے سوا ہدایہ جیسی مستند کتاب فقہ کی شرح کرنا آسان نہین ہے۔ اور خود فہمنا و تو فقہار کا شیوہ ہی ہے۔

(۳) قال وفی شرح المواہب من محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی نقلا عن شرح منہاج النووی لابن حجر المکی الشافعی المسمی بالتحفۃ واقبح من ذلک ما اعتید فی بعض البلاد من صلوۃ الخمس فی ہذہ الجمعۃ عقیب صلوتہا زاعمین انہا تکفر صلوات العام او العمر المتروکۃ وذلک حرام لا یخفی ۱۲

اقول اوّل تو مالکی اور شافعی کا قول ہم حنفیون کے مقابلہ مین ذکر کرنا مناظرہ کی خلاف ہے۔ دوم یہ بہی ایک

دعویٰ ہے جسپر کوئی دلیل پیش نہین کی گئی۔ اور دعویٰ بلا دلیل کون سنتا ہے آپنے وذلک حرام بوجوہ لا تخفی لکھ کر چھٹی حاصل کرلی ان وجوہ کو بیان کیا جاتا تو کوئی بات بھی تھی۔ غالبًا وجوہ وہی ہونگی جو اوپر رد ہو چکی ہین

(۳) قال فی مواہب المنان شرح تحفۃ الاخوان وما اعتادہ بعض اہل خراسان من قضاء الفوائت المکثرۃ بقضاء صلوۃ یوم واحد فی الجمعۃ الاخیرۃ خلف الامام فلیس لیتبی لانہ فیہ مفاسد احدہا ان من شروط الاقتداء اتحاد صلوۃ الامام والماموم ... تحصیلا وہذا لا یوجد فیہم یقینا والثانی انہم لیعتقدون ان ہذہ الصلوۃ یکفیہم فی جمیع الفوائت وہذا الاعتقاد یقلع اصل الاسلام والثالث انہا تشہیر واعلان للکبائر بنفوسہم وہو فسق والرابع انہا اختراع بدعی وضلالۃ ما اجاز لہم الشارع لذلک لا دلالۃ ولا اشارۃ ولا قیاسا ولا اجماعا وما ورد من حدیث فی ذلک کذب لا ینبغی للمومن المحقق ان یصغی الیہ کما حققہ علی القاری فی التذکرۃ والفاضل الگجراتی فی مجمع البحار وغیرہما ۱۲

اقول مواہب المنان کے مصنف نے جو مفاسد قضاء صلوات خمسہ فی اخیر الجمعۃ من رمضان مین بیان فرمائے ہین انکا جواب ترتیب وار عرض کرتا ہون ؎

اول۔ فساد اول یہ بیان ہوا کہ امام وماموم کی نمازونمین اتحاد چاہیئے اور یہان اتحاد نہین ہے ؎

جواب۔ اول تو قضاء صلوات خمسہ ہمارے ملک مین بالجماعۃ نہین ہوتی بلکہ بالانفراد قضاء کیجاتی ہین یہہ اعتراض ان لوگونپر وارد ہوسکتا ہے جو بالجماعۃ پڑہتے ہون۔ دوم جو لوگ جماعت سے پڑہتے ہین انپر بھی اعتراض صحیح نہین کیونکہ امام وماموم کی ایک ہی نماز ہوتی ہے۔ جب امام فرض الظہر کی نیت کرتا ہے تو ماموم بھی اوسی وقت کی نیت باندہتا ہے۔ وقس علی ہذا۔

اور درحقیقت یہہ نماز نفل ہوتی ہے۔ پس امام وماموم دونون متنفل ہونگے۔ پہر اتحاد شخصی کہان مفقود ہوا

ثانی فساد لوگونکا اعتقاد ہے کہ یہہ نماز جمیع فوائت کی کفایت کرتی ہے اور یہی اسلام کی بنیاد اکھڑتی ہے۔

جواب۔ اس اعتقاد سے یہہ نماز نہین پڑہی جاتی کہ عمر بھر کی نمازین چھوڑی رکھین اور سال کے بعد یہ قضائین پڑہ لین۔ نہین بلکہ اگر سہوًا یا بشری غفلت سے کوئی نمازین ہماری فوت ہو چکی ہین اور انکا زمانہ اب یاد نہین ہے تو انکی قضاء کے لئے یہ ایک حیلہ ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو روز پانچ نمازون کی قضاء کیجاوے۔ شائد رؤف رحیم مولیٰ اس نماز کی وجہ سے جو ایک قسم کی توبہ ہے صلوات فائتہ کے گناہ سے بریت بخشے۔ ونرجوہا من البعید من حضرۃ اللہ المعبود۔ والرجاء من اصل الایمان

لقوله تعالیٰ قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ پھر اس اعتقاد سے کون سا اصل اسلام ٹوٹ گیا۔

ثالث فساد یہ کہ اسمین کبائر جرم کا اقبال اور انکا اعلان ہے اور یہہ فسق ہے۔

جواب۔ ایک ناتوان بندہ کی جانب سے اپنے مالک کے سامنے اقبال جرم گناہ ہے تو ہوا کرے ایک بے بضاعت انسان کو اس سے مفر نہین کہ وہ اپنے علیم و خبیر مولیٰ کے سامنے اپنی تقصیرات کا معترف ہو کر معافی مانگے۔ اگر یہہ طریق فسق ہے تو استغفار کی رسم بند کر دو۔ اسمین یہی ہوتا ہے کہ اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اپنے مالک سے معافی کی التجا کی جاتی ہے اور تشہیر بالکبائر کا یہان کیا معنی۔ کیا نماز پڑہنے والا کہین منادی کرتا پھرتا ہے کہ فلان فلان نمازین مینے عمداً ترک کر رکھی ہین جنکو اب لوٹانے لگا ہون۔ نہین بلکہ اوسکی حالت پر بجز خدائے علام الغیوب کے کوئی بشر مطلع نہین ہو سکتا کہ یہہ نماز پڑہنے والا اپنے ان قصورات کو جو نماز پڑہنے کے وقت بشری تقاضا سے سرزد ہوتی ہین بخشواتا ہے۔ یا کوئی نماز بھی اسکی ترک ہو گئی ہے جسکا گناہ بخشوانے کا حیلہ ڈہونڈھتا ہے۔

شا رابع یہ بیان ہوا کہ یہہ اختراع بدعی اور ضلالۃ ہے شارع نے اسکی اجازت نہ دلالۃً نہ اشارۃً نہ قیاساً اسکی نسبت فرمائی نہ اجماعاً۔ **جواب**۔ اگر یہہ بدعت بھی مان لین تو حسنہ ہے ضلالۃ سے اسکو تعبیر کرنا سخت غلطی ہے ہمنے تو شارع سے اسکی اجازت صراحتاً دیکہادی ہے آپ تو اشارت دلالت قیاس اجماع کی بھی نفی کر بیٹھے اسقدر مبالغہ۔ کیا نماز نوافل کی شارع نے اجازت نہین دی اگر دی ہے تو یہہ بھی نفل کے اقسام سے ہے پہر کیون کہتے ہین کہ دلالۃً و اشارۃً بھی اسکی اجازت ثابت نہین۔ اور قیاس تو نفل پڑہنے سے ہرگز مانع نہین ہے۔ اجماع بھی سلف سے خلف تک اس نماز پر چلا آیا ہے حدیث کی تکذیب ملا علی قاری کی قول پر اسکا جواب پہلے ملا علی قاری کے اقوال مین مفصل عرض ہو چکا ہے۔

قال وفی حمایۃ الفقہ سبیل القضاء للصلوۃ الخمس فی آخر جمعۃ رمضان کما قیل من قضی صلوۃ الخمس فیہا جابر لسبعین سنۃ الا ان الاحادیث المرویۃ فیہ موضوعۃ عند المحدثین۔

اقول۔ احادیث صحیحہ کو موضوع کہہ دینا اور بات ہے اور موضوعیت پر کوئی دلیل دینا اور چیز ہے۔ موضوعیت کی جملہ دلائل کو ہم رد کر چکے ہین فلا حاجۃ بالتکرار یہہان۔

قال قال مولانا الشیخ شاہ عبد العزیز الدہلوی فی العجالۃ النافعۃ عند ذکر قرائن الوضع ما حاصلہ والخامس ان یکون مخالفاً لمقتضی العقل وتکذیبہ القواعد الشرعیۃ مثل القضاء العمری ونحو ذالک۔

اقول - حضرت مولانا موصوف نے جو وجہ موضوعیت کی بیان فرمائی ہے کہ قضاء عمری کی نماز مخالف قیاس و قواعد شرعیہ ہے میری نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ پہلے دلائل قاطعہ سے ثابت کر چکا ہوں یہ نماز کسی قاعدہ شریعت کی مخالف نہیں اور نہ قیاس کی خلاف ہے۔

قال - قال القاضی الشوکانی فی القواعد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ حدیث من صلی فی آخر جمعۃ من رمضان خمس صلوۃ المفروضۃ فی یوم ولیلۃ قضیت عنہ ما اخل بہ من صلوۃ سنتہ ہو موضوع بلا شک فیہ و لم اجدہ فی شئ من الکتب التی جمع مصنفوہا فیہا الاحادیث الموضوعۃ ولکنہ اشتہر عند جماعۃ من المتفقہۃ بمدینۃ وصنعاء فی عصرنا ہذا وصار کثیر منہم یفعلون ذلک لا ادری من وضعہ لہم فقبح اللہ المکذبین - انتہی - **اقول** قاضی شوکانی کا حدیث مذکورہ کو موضوعات سے شمار کرنا کونسی حجت ہے۔ ہم قاضی شوکانی کی مقلد نہیں ہیں کہ بلا دلیل موضوعیت حدیث مذکور انکی قول پر مان لیں ہاں اگر انکی موضوعیت پر قاضی شوکانی ہی کوئی چمکتا ہوا برہان دیکر ہماری تشفی فرما دیتے تو انکا قول مان لیا جاتا۔

بس اب مفتی صاحب موصوف کے فتوی کا حشر ہو چکا۔ آگی میدان صاف ہے۔ اب ہمارے سامنے مخالفین کی کوئی دلیل باقی نہیں ہے جس پر کلام کریں اور ہم نے خدا کی فضل سے اس مسئلہ کو ہر پہلو سے مکمل کر دیا ہے۔ اسمین کچھ کلام نہیں کہ صلوۃ قضاء عمری ایک توبہ کا احسن طریق ہے جو سال بھر کی خطاؤن کی جو تکمیل فرض صلوۃ کی متعلق ہم سے ہوتی ہیں اور جو تقاضاء انسانیت سے ہم سے کوئی فرض فوت بھی ہو جاتا ہے معافی مانگنے کا حیلہ ہے۔ اس نماز کو مسلمانون نے اکثر بلاد مین اس زمانہ مین بھی پڑھا جاتا ہے اور قرون ماضیہ مین بھی اسپر مسلمانونکا تعامل رہا ہے عوام ہی نہین بلکہ مشائخ کرام بھی یہ نماز پڑھتے رہے اور اوراد و وظائف مین بھی انکی ترغیب لکھی گئی۔ آجکل صوفیہ کرام مین سے خاندان چشتیہ کا فیض جاری ہے اور خدا کی فضل سے اس ظلمت کی زمانہ مین بھی اس مبارک خاندان کے پاک باطن ارکان لوگونکو انوار عرفانیہ سے منور فرما رہے ہین اللہم بارکہم وابدہم۔ سو اس خاندان مبارک کے مشائخ کرام اس نماز کو ہمیشہ پڑھتے رہے بلکہ وظائف مین داخل فرمائی چنانچہ مرقعہ کلیمی مین جو مستند وظائف کی کتاب تسلیم کیجاتی ہے۔ اس نماز کی ترتیب بالصراحۃ لکھی گئی ہے۔ پھر معلوم نہین کہ کیون اس کار خیر سے جسپر اہل باطن کا بھی تعامل رہا ہے لوگونکو روکا جاتا ہے مسلمانون ہرگز ایسے لوگون کے پھندے مین نہ پھنسے یہ لوگ بوجہ نہ رکھنے باطنی صفائی کے عموماً نوافل سے انس نہین رکھتے نفل قضاء عمری کی بحث تو ایک بہانہ بنا لیا ہے ورنہ اگر انکا کوئی کہا ماننے والا ہو تو نوافل کا دروازہ ہی مسدود فرما دین۔ اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ ہذا ما عندی والحق ما عند اللہ سبحانہ۔ والحمد للہ اولاً وآخراً۔ مورخہ ۲ شوال ۱۳۔۔ سنہ ۱۹۰۲

حررہ العبد الراجی عفو ربہ القوی الغنی محمد اکرم الدین عفی عنہ المحمدی الحنفی غفر لہ ولوالدیہ متوطن بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم

مواہیر علماء و فضلاء

اس مسئلہ میں جن علماء کرام نے ہم سے اتفاق رائے کر کے ہمارے مضمون رسالہ کی تصدیق فرمائی اور ہمارے فتویٰ کو اپنی مواہیر سے مزین کیا ان سب کے اسماء گرامی یہاں لکھنا محض طوالت ہے جو حضرات اس رسالہ کو پڑھیں گے وہ انکی دلایل کا موازنہ کر کے اسکی نسبت خود رائے قائم کر سکتے ہیں تاہم ان میں سے بعض حضرات کے اسماء گرامی تیمناً درج ذیل کر دیئے جاتے ہیں۔

علمائے پنجاب حضرت قبلہ پیر مہر علیشاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین گولڑہ شریف قاضی سعید الدین صاحب سجادہ نشین کدلٹھی جناب مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال۔ جناب مولوی شیخ عبد اللہ صاحب رئیس چک عمر قاضی تحصیل کہاریان جناب مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار جہلم مولوی محمد سلام اللہ صاحب چک عمر قاضی عبد الباقی صاحب ساکن کرسال تحصیل چکوال مولوی ثناء اللہ صاحب ساکن پنجائین تحصیل چکوال قاضی حسن الدین صاحب ساکن بہکلان مولوی احمد الدین صاحب ساکن ہنیا موہڑہ تحصیل گوجرخان مولوی ولی اللہ صاحب کلیانہ (گوجرخان) مولوی خلیل الرحمن صاحب ڈہوک شمس (گوجرخان) قاضی فضل احمد صاحب پڑیل (گوجرخان) قاضی غلام محمد صاحب پڑہال (گوجرخان) مولوی محمد یوسف صاحب فیال (گوجرخان) قاضی عبد الرحمن صاحب قطبال (گوجرخان) قاضی محمد غالب صاحب پھڈیال (ضلع جہلم) قاضی احمد شاہ صاحب پہڈیال (ضلع جہلم) مولوی فضل احمد صاحب متالہ (گوجرخان) مولوی غلام رسول صاحب ڈیرہ ہالہ (جہلم) قاضی غلام حسین صاحب چکری (سوآن) قاضی فضل الدین صاحب پنڈوری مولوی غلام حسین صاحب ساکن گوہسی (راولپنڈی) مولوی محمد عالم صاحب بیمتال (گوجرخان) حافظ نور محمد صاحب ہوسنگ (گوجرخان) [illegible]

علمائے ہندوستان مولوی محمد ارشاد حسین صاحب بنگالوی مولوی محمد اسحاق صاحب بنوہی مولوی محمد ضیاء الدین صاحب مدرس مدرسہ کرامتہ اللہ حافظ قدرت اللہ صاحب جمونی چشتی مولوی عبد الغنی صاحب بنگلوری مولوی منصور علی صاحب بنگالوی مولوی سید عبد القادر صاحب مدرس مدرسہ انعام اللہ مولوی حمایت حسین صاحب ساکن ہین پورہ مولوی محمد ضیاء صاحب بریلوی حافظ عبد اللہ صاحب دنگل پوری مولوی محمد لطیف صاحب سجادہ نشین خانقاہ خواجہ مخدوم صاحب مولوی غلام مرتضیٰ صاحب بیگم پوری مولوی جمال دین صاحب بنارسی مولوی الطاف حسین صاحب سیتاپوری مولوی محمد علیشاہ صاحب شاہجہان آبادی مولوی عبد الاحد صاحب الہ آبادی مولوی انشاء اللہ صاحب قنوجی مولوی محمد یاسین صاحب بنگالوی مولوی عبد العزیز صاحب لکھنوی*

اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب در تحقیق مسئلہ جواز نوافل قضاء عمری

موسومہ

میثم قادری
09-06-2010

زادُ المتّقین

و

ھدیۃ المتنفّلین

مؤلفہ علامہ نحریر فاضل بے نظیر جناب ابو الفضل مولوی
محمد کرم الدین صاحب دبیر متوطن بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم
سنہ ۱۳۲۲ھ

حسب فرمایش جناب مولانا مولوی فضل احمد صاحب مستالوی

در مطبع سراج المطابع جہلم باہتمام مولوی فقیر محمد
طبع شد